آئینۂ حسنِ یقیں

حمد، مناجات، نعت اور سلام

ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل

آئینۂ حسنِ یقیں

حمد، مناجات، نعت اور سلام

ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل

کتاب کا نام	:	آئینۂ حسنِ یقیں
شاعر کا نام	:	ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل
موبائل نمبر	:	9049754022
ناشر	:	علیم پرنٹرس، مومن پورہ، ناگپور ۴۴۰۰۱۸
مطبع	:	سلمان فائن پرنٹرس، مومن پورہ، ناگپور ۴۴۰۰۱۸
کمپوزرس	:	محمد رفیع الدین/ شبانہ پروین
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	ساحل کمپیوٹرس، حیدری روڈ، مومن پورہ، ناگپور
سالِ اشاعت	:	۲۰۰۸ء
قیمت	:	۱۰۰ روپے

AAINA-E-HUSN-E-YAQEEN

By: Dr. M. Sharfuddin Sahil

Price: Rs.100/-

.....ملنے کا پتہ.....

ساحل کمپیوٹرس، حیدری روڈ، مومن پورہ، ناگپور

Cell: 9326243163, 9049754022

جدِ امجد : حاجی الٰہی بخشؒ

شفیق تایا : حاجی محمد عبدالمتین

والدِ محترم : حاجی محمد یٰسین

مادرِ مہربان : جنّن سائرہ بیگم

کی نذر.........دعا ہے کہ

خدا ان کی قبروں کو نور سے بھر دے

اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

شناس نامہ

نام معہ تخلص	:	محمد شرف الدین ساحل
پتہ	:	حیدری روڈ، مومن پورہ، ناگپور۔۴۴۰۰۱۸
والد کا نام	:	حاجی محمد یٰسین (وفات: ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ء)
تاریخ پیدائش	:	بروز منگل، ۲ اگست ۱۹۴۹ء

تعلیم :

ایم اے (اردو)	۱۹۷۴ء	ناگپور یونیورسٹی
ایم اے (فارسی)	۱۹۷۶ء	ناگپور یونیورسٹی
ایم اے (عربی)	۱۹۷۸ء	ناگپور یونیورسٹی
بی ایڈ	۱۹۸۱ء	ناگپور یونیورسٹی
پی ایچ۔ڈی	۱۹۷۷ء	ناگپور یونیورسٹی
پی ایچ۔ڈی	۱۹۸۶ء	ناگپور یونیورسٹی

ملازمت:

۱۔	اسلامیہ ہائی اسکول، ناگپور	مدرس	یکم جولائی ۱۹۶۹ء تا ۵ مئی ۱۹۷۳ء
۲۔	ناگپور مہاودیالیہ، ناگپور	لکچرار اردو/ فارسی	۲۱ نومبر ۱۹۸۱ء تا ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء
۳۔	پورروال کالج، کامٹی (ناگپور)	لکچرار اردو	۱۱ ستمبر ۱۹۸۹ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۹۰ء

تصانیف:

۱۔	ملت اسلامیہ کا سفر	۱۹۸۰ء	تحقیق
۲۔	بیان میرٹھی حیات وشاعری	۱۹۸۰ء	تحقیق وتنقید
۳۔	کامٹی کی ادبی تاریخ	۱۹۸۲ء	تحقیق وتنقید
۴۔	دستِ کوہکن	۱۹۸۳ء	شعری مجموعہ
۵۔	تاریخ ناگپور	۱۹۸۳ء	تحقیق وتاریخ
۶۔	شرارِ جستہ	۱۹۸۵ء	شعری مجموعہ
۷۔	شرح قصیدہ مدیح خیرالمرسلین	۱۹۸۹ء	شرح وتنقید
۸۔	رعنائیِ خیال	۱۹۸۹ء	شرح وتنقید
۹۔	واردات ایک مطالعہ	۱۹۹۰ء	تحقیق وتنقید
۱۰۔	حرا کی روشنی	۱۹۹۰ء	نعتیہ شاعری کا مجموعہ
۱۱۔	سرسید اوران کے مضامین ایک مطالعہ	۱۹۹۰ء	تحقیق وتنقید
۱۲۔	شرح کلام غالب (ردیف واوٗ)	۱۹۹۰ء	شرح
۱۳۔	شرح اشعارِ مومن	۱۹۹۲ء	شرح
۱۴۔	ناگپور میں اردو کا ارتقائی سفر	۱۹۹۳ء	تحقیق وتنقید
۱۵۔	معیارِ ادب	۱۹۹۴ء	تنقیدی مضامین کا مجموعہ
۱۶۔	ناگپور کا مسلم معاشرہ (جلد اول)	۱۹۹۶ء	تحقیق وتاریخ
۱۷۔	قطرہ قطرہ	۱۹۹۶ء	تنقید وصحافت
۱۸۔	آئینہ سیما	۱۹۹۶ء	شعری مجموعہ
۱۹۔	ناگپور کا مسلم معاشرہ (جلد دوم)	۱۹۹۷ء	تحقیق وتاریخ
۲۰۔	بیان میرٹھی اور غالب	۱۹۹۷ء	تحقیق
۲۱۔	تازگی	۱۹۹۹ء	بچوں کے لئے نظمیں

۲۲۔	تسبیح و زنار	۱۹۹۹ء	قومی یکجہتی پر مضامین
۲۳۔	بیان میرٹھی کی جدید نظمیں	۲۰۰۰ء	تحقیق
۲۴۔	ناگپور کا مسلم معاشرہ (جلد سوم)	۲۰۰۰ء	تحقیق و تاریخ
۲۵۔	برار کی تمدنی و علمی تاریخ	۲۰۰۱ء	تحقیق و تاریخ
۲۶۔	ناگپور میں فارسی	۲۰۰۲ء	تحقیق
۲۷۔	خاقانی شروانی: حیات و شاعری	۲۰۰۲ء	تحقیق و تنقید
۲۸۔	مقدس نعتیں	۲۰۰۳ء	نعتیہ شاعری کا مجموعہ
۲۹۔	کلیاتِ عادل ناگپوری	۲۰۰۶ء	تحقیق و تدوین
۳۰۔	دیوان بیان میرٹھی	۲۰۰۷ء	تحقیق و تدوین
۳۱۔	پنہاں چہرے	۲۰۰۷ء	شخصیات
۳۲۔	آئینۂ حسنِ یقیں	۲۰۰۸ء	حمد، مناجات، نعت اور سلام

انعامات:

۱۔ بیان میرٹھی حیات و شاعری پر ۱۹۸۱ء میں یوپی اردو اکادیمی، لکھنؤ سے انعام ملا۔

۲۔ بیان میرٹھی حیات و شاعری پر ۱۹۸۱ء میں مہاراشٹر اردو اکادیمی، بمبئی سے انعام ملا۔

۳۔ کامٹی کی ادبی تاریخ پر ۱۹۸۳ء میں مہاراشٹر اردو اکادیمی، بمبئی سے انعام ملا۔

۴۔ تاریخ ناگپور پر ۱۹۸۴ء میں مہاراشٹر اردو اکادیمی، بمبئی سے انعام ملا۔

۵۔ ناگپور میں اردو کا ارتقائی کا سفر پر ۱۹۹۴ء میں یوپی اردو اکادیمی، لکھنؤ سے انعام ملا۔

۶۔ آل انڈیا میر اکادیمی لکھنؤ سے ۱۹۹۷ء میں امتیاز میر ایوارڈ ملا۔

۷۔ بیان میرٹھی اور غالب پر ۱۹۹۸ء میں یوپی اردو اکادیمی، لکھنؤ سے انعام ملا۔

۸۔ مہاراشٹر اردو اکادیمی، بمبئی سے ۱۹۹۸ء میں ریاستی سراج اورنگ آبادی ایوارڈ ملا۔

۹۔ سرسید اکادیمی، ناگپور سے ۱۹۹۸ء میں سرسید ایوارڈ ملا۔

۱۰۔ عطار اربن کوآپریٹیو سوسائٹی، ناگپور سے ناگپور کا مسلم معاشرہ پر ۲۰۰۰ء میں انعام ملا۔
۱۱۔ یونائیٹیڈ اسٹوڈینٹس اسوسی ایشن، ناگپور سے ۲۰۰۲ء میں مولانا آزاد ایوارڈ ملا۔
۱۲۔ انڈین کوائن سوسائٹی، ناگپور سے ۲۰۰۲ء میں ناگپور ہیری ٹیج ایوارڈ ملا۔
۱۳۔ ناگپور مہانگر پالیکا سے ۲۰۰۲ء میں سمّان پتر ملا۔
۱۴۔ ناگپور میں فارسی پر مہاراشٹر اردو کادمی، بمبئی سے ۲۰۰۳ء میں انعام ملا۔
۱۵۔ ناگپور نگری تری شتابدی سمیتی سے ۲۰۰۳ء میں گورو پتر ملا۔
۱۶۔ انڈین کوائن سوسائٹی، ناگپور سے ۲۰۰۴ء میں سرٹیفکیٹ آف آنر ملا۔
۱۷۔ ودربھ ساہتیہ سمیلن، ناگپور سے ۲۰۰۶ء میں ستکار پرسکار ملا۔
۱۸۔ اردو کلچرل سوسائٹی، ناگپور سے ۲۰۰۷ء میں خان بہادر ایچ ایم ملک ایوارڈ ملا۔
۱۹۔ ڈاکٹر ذاکر حسین میموریل ٹرسٹ سے ۲۰۰۷ء میں مارک ایبل اچیومنٹ ایوارڈ ملا۔
۲۰۔ ناگپور سانسکرتک سنور دھن منچ سے ۲۰۰۷ء میں مان پتر ملا۔
۲۱۔ دیوان بیان میرٹھی پر یوپی اردو اکادیمی لکھنو سے انعام ملا۔

اعزازات:

۱۔ ٹرسٹی جامع مسجد ٹرسٹ، مومن پورہ، ناگپور (۴ دسمبر ۱۹۹۴ء سے ۵ ستمبر ۲۰۰۴ء)
۲۔ صدر مسلم قبرستان، مومن پورہ، ناگپور (۱۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء سے)
۳۔ سکریٹری دارالعلوم، مومن پورہ، ناگپور (یکم نومبر ۱۹۹۶ء سے ۶ جولائی ۲۰۰۳ء تک)
۴۔ صدر دارالعلوم، مومن پورہ، ناگپور (۶ جولائی ۲۰۰۳ء سے ۲ جولائی ۲۰۰۶ء تک)
۵۔ مہمان رکن اردو لسانی کمیٹی بال بھارتی، پونے (۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۴ء تک)
۶۔ رکن مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادیمی (۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء سے ستمبر ۲۰۰۲ء تک)
۷۔ چیئر مین اکادیمک کونسل، ملت ہائی اسکول، ناگپور (۲۸ جولائی ۲۰۰۴ء سے)

آئینۂ حسنِ یقیں

نہیں معبود جز اللہ اکبر
محمد ﷺ، بے گماں اس کے پیمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گفتارِ حسنِ یقیں

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، مالک اور رازق ہے اس لیے اس کی حمد و ثنا ہم سب پر واجب ہے۔ صادق و مصدوق نبی حضرت محمد ﷺ ہمارے روحانی پیشوا اور ہادی و رہبر ہیں اس لیے آپ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرنا اور آپ ﷺ پر ہر حال میں درود و سلام کا نذرانہ نچھاور کرنا ہمارے لیے بے انتہا ضروری ہے۔ اس کا تعلق عشق و محبت سے ہے۔ اس عشق و محبت کے اظہار کے کئی طریقے ہیں۔ ان طرائق میں حمد و مناجات و نعت بھی شامل ہیں۔ ان کے محرکات بھی عشق الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ ہیں۔

میرے جذبۂ عشق نے جن حمد و مناجات اور نعت کو خلق کیا ہے ان میں سے بیشتر مطبوعہ اور کچھ غیر مطبوعہ ہیں۔ میری نعتوں کا پہلا مجموعہ حرا کی روشنی ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا جس کی علمی حلقوں میں خوب پذیرائی ہوئی۔ اس کے بعد جو نعتیہ کلام غیب سے شہود میں آیا وہ ۲۰۰۳ء میں مقدس نعتیں کے عنوان سے طبع ہو کر مقبول عام ہوا۔ پھر کچھ نعتوں، حمدوں اور مناجاتوں کا اشعار کی صورت میں نزول ہوا۔ اس سال خیال آیا کہ کیوں نہ ان سب کو یک جا کر کے الوہیت و نبوت سے اپنے عشق کا آئینہ خانہ از سر نو آراستہ کروں۔ یوں زیرِ نظر کتاب آئینۂ حسنِ یقیں منصۂ شہود پر آرہی ہے۔ اس میں میرا باطن نمایاں ہے۔ اس میں شامل کلام میرے عشق، مطالعے اور مشاہدے کا نتیجہ ہے۔

میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ توحید، اسلام کی روح، ایمان کا جوہر اور اخلاق و عبادت کی جان ہے۔ اس محور کے ارد گرد زندگی کے تمام تقاضوں کی گردش اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ جو اس حقیقت سے انحراف کرے گا اس کا ایمان اور زہد و تقویٰ قابلِ اعتبار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ رب العالمین، احکم الحاکمین اور خالقِ کل کائنات ہے۔ اس کو اپنے بندوں کا اس قدر خیال

ہے کہ وہ جب بھی کفر وشرک اور فسق وفجور میں مبتلا ہوئے تو اس نے ان کی اصلاح کے لیے اس ارضی کائنات میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جو توحید، معبودیت اور اس کے الٰہ ہونے کے عقیدے کو پیش کرتے رہے۔ اس سلسلۃ الذہب کی سب سے آخری کڑی نبی کریم ﷺ ہیں:

وما ارسلنا من قبلک من رسول الانوحی الیه انه لااله انا فاعبدون. (الانبیاء:۲۵) اور (اے پیغمبر) ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس پر اس بات کی وحی ہم نے نہ بھیجی ہو کہ کوئی معبود نہیں ہے مگر صرف میری ذات، پس چاہئے کہ میری ہی بندگی کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

وما ارسلنامن رسول الالیطاع باذن الله. (نساء:۶۴) اور (اے پیغمبر، ان لوگوں کو جو تمہاری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جوانھی کے ساتھ ہوئی ہو) ہم نے جس کسی کو بھی منصب رسالت دے کر دنیا میں کھڑا کیا تو اسی لیے کیا کہ ہمارے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

قرآن مجید کی مقدس آیتیں صاف طور سے بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ رحمٰن ورحیم ہے۔ خالق، مالک، رازق ہے۔ حاجت روا، مشکل کشا اور دافعِ مشکلات و مصائب ہے۔ اسی کے ادنا اشارے پر نظم کائنات چل رہا ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے مصائب ومشکلات کے وقت اسی سے استعانت کی درخواست کی اور اسی کے آگے دست سوال دراز کیا۔ ان کا پیغمبرانہ مشن بھی اسی کی مدد سے کامیاب ہوا۔ وہ سب کی سنتا ہے۔ سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے یہاں تک کہ پتھر میں رہنے والے کیڑوں اور حشرات الارض کو بھی رزق بہم پہنچاتا ہے اس لیے اسی سے عرض ومعروض اور دعا ودرخواست کرنا چاہئے۔ جو لوگ اس کو فراموش کر کے غیر اللہ کو اس کا مستحق سمجھتے ہیں وہ مشرک ہیں۔ ان کے اس عمل کا انجام نارِ جہنم ہے۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا۔ اس کے ماسوا جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے:

ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفرمادون ذالک لمن یشا ومن یشرک باللہ فقد ضل ضللا بعیدا. (النساء:۱۱۶) اللہ یہ بات بخشنے والانہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اس کے سوا جتنے گناہ ہیں وہ جسے چاہے بخش دے اور جس کسی نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو بھٹک کر سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑا۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی امت کو ہر لمحہ اس حقیقت سے آگاہ کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی سو اس نے بھی شرک کیا (من حلف بغیر اللہ فقد اشرک) صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو جو اللہ چاہے اور جو محمد چاہیں تک کہنے سے روکا اور یہ تعلیم دی کہ یوں بولا کرو جو اللہ تعالیٰ تنہا چاہے (لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد وقولوا ماشاء اللہ وحدہ.)

الوہیت ونبوت کے اس فرق کو قرآن مجید نے ایک جگہ بالکل صاف صاف لفظوں میں اس طرح واضح کیا ہے:

من کان لبشران یوتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقولہ للناس کونوعباذلّی من دون اللہ ولکن کونو ربانین . (آل عمران:۷۹) کسی انسان کو یہ بات سزاوار نہیں کہ اللہ اسے (انسان کی ہدایت کے لیے) کتاب اور حکم ونبوت عطا فرمائے اور پھر اس کا شیوہ یہ ہو کہ لوگوں سے کہے خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (یعنی خدا کے احکام کی جگہ میرے حکموں کی اطاعت کرو) بلکہ یہی کہے گا کہ تم ربانی بنو۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ خدا ہر نبی کا بھی خدا ہے۔ ہر نبی اس کا پسندیدہ اور منتخب بندہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے حکم سے اس کا پیغام بندوں تک پہنچاتا ہے۔

یہ بھی میرا پختہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ خدا کے سب سے زیادہ محبوب بندے اور رسول

ہیں۔ آپ کی ہمسری بزرگی وفضیلت اور تقدس وطہارت میں کوئی نہیں کرسکتا۔ آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ سید المرسلینؑ اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کی نعلین مبارک جس ذرے سے بھی مس ہوئی وہ قیمتی گوہر بن گیا۔ آپ ﷺ ہی کے ذریعہ ہمیں خدا کی معرفت حاصل ہوئی۔ آخرت کی حقیقت کا علم ہوا۔ کامیابی وفلاح کا راستہ ملا اور ایمان ویقین کی بے مثال دولت ہاتھ آئی۔ اس لیے ہمارا سینہ آپ ﷺ ہی کے عشق سے معمور ہونا چاہئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان نہیں لایا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل وعیال، اس کے مال ودولت اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں:

لایومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین. (مسلم)

لیکن اس عشق کے اردگرد آپ ﷺ نے یہ دائرہ بھی کھینچ دیا ہے:

لاتطرونی کمااطرت النصاریٰ بن مریم فانماانا عبدہٗ فقولو اعبداللہ ورسولہ. (بخاری ومسلم) مجھ کو میری حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کو نصاریٰ نے بڑھایا۔ سو میں اس کا بندہ ہوں (میرے بارے میں) یہی کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مدح وستائش میں حد درجہ غلو اور آپ ﷺ کو حد شریعت سے بڑھا کر الوہیت کے مرتبہ تک پہنچا دینے کی جسارت خدا اور رسول کی خوشنودی کا ہرگز سبب نہیں ہو سکتی۔

میرا دل انھی حقائق سے معمور ہے۔ میری فکر انھی سچائیوں سے مزین ہے۔ میں نے الوہیت ونبوت کے اسی فرق کو ملحوظ رکھ کر حمد ومناجات اور نعت وسلام کہنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

ناگپور
۹ اگست ۲۰۰۷ء

ناچیز
شرف الدین ساحل

حمد باریِ تعالیٰ

کس زباں سے میں کروں حمدِ خدائے قیوم
کام آتے ہیں یہاں فہم و فراست، نہ علوم

ہے ابتدا بھی تو ہی اور انتہا تو ہے
بوقتِ خندہَ گل ہم سے بولتا تو ہے
دکھائی بھی نہیں دیتا مگر ہے تو موجود
ہماری فہم و فراست سے ماورا تو ہے

فہم و ادراک تھک گئے مولا
تو سمجھ سے ہے اس قدر بالا

صرف چھ دن میں لفظ کُن کہہ کر
تو نے پیدا کیے ہیں ارض و سما

تیری قدرت کے شاہکارِ حسیں
پھول، برگِ حنا و موجِ صبا

بیج کو قوتِ نمو دے کر
شق کیا ارضِ سخت کا سینا

ساری دنیا کو کر دیا غرقاب
تیرا قہر و جلال ہے ایسا

رس وتبّع و ایکہ، عاد و ثمود
سب کو تیرے عذاب نے گھیرا

سرفرازیِ اہلِ حق کے لیے
تیری قدرت سے پھٹ گیا دریا

امر سے اپنے، ابنِ مریمؑ کو
کر کے ظاہر، شرف جہاں میں دیا

اپنے محبوب ﷺ کی دعا سن کر
ماہتابِ حسیں دو ٹکڑے کیا

سر بلندی فقط اسی کو ملی
تیری عظمت کو جس نے پہچانا

تو جو چاہے تو سنگ پانی ہو
تیرے قبضے میں سب ہیں یا اللہ

التجا بس یہی ہے ساحل کی
اِس گنہگار پر کرم فرما

حمد ہے آفتاب کا منظر
گردشِ انقلاب کا منظر

بادلوں کے سیاہ جھرمٹ میں
تیز رو ماہتاب کا منظر

بحرِ پُر شور کے تلاطم میں
لہر و موج و حباب کا منظر

تتلیوں کے پروں کی نقّاشی
حسنِ رنگِ گلاب کا منظر

نرم و نازک ہوا کے کاندھوں پر
اُڑتے پھرتے سحاب کا منظر

ہے کرشمہ اُسی کی قدرت کا
موسمِ لاجواب کا منظر

فرشِ مخمل پہ کروٹیں لیتا
زندگی کے عذاب کا منظر

حالتِ بیکسی میں کانٹوں پر
شوقِ کارِ ثواب کا منظر

ظلمتِ شب میں، نور برساتا
شمع کے التہاب کا منظر

دورِ طفلی سے عہدِ پیری تک
نعمتِ بے حساب کا منظر

فکرِ ساحل کو روک دیتا ہے
حیرت و پیچ و تاب کا منظر

جو پُر یقیں ہیں انھی کو اٹھان دیتا ہے
خدا پرند کو اونچی اڑان دیتا ہے

اسی کا کلمۂ توحید ہے فضا پہ محیط
ہر ایک پل میں موذّن اذان دیتا ہے

دعائیں مانگ فقط اس سے بے مکانی پر
وہی زمین پہ سب کو مکان دیتا ہے

اگر وہ چاہے ہری کھیتیوں کو جھلسا دے
اُسی کے اِذن پہ فصلیں کسان دیتا ہے

غرور کس لیے تجھ کو ہے خوش کلامی پر
وہ چاہتا ہے تو شیریں زبان دیتا ہے

عطا وہ کرتا ہے جنت کی اُس کو ہر نعمت
جو اُس کے دیں کے لیے اپنی جان دیتا ہے

اُسی کی ذات پہ ساحل یقین رکھ، ورنہ
وہ انحراف پہ وہم و گمان دیتا ہے

خدا قلّاش کو بھی شان و شوکت بخش دیتا ہے
وہی ذراتِ بے مایہ کو عظمت بخش دیتا ہے

وہ شہرت یافتہ کو پل میں کر دیتا ہے رسوا بھی
ذلیل و خوار کو چاہے تو عزت بخش دیتا ہے

کبھی دانشوروں پر تنگ کر دیتا ہے وہ روزی
کبھی جاہل کو بھی انعامِ دولت بخش دیتا ہے

وہ لے کر تاجِ شاہی کو کسی سرکش شہنشہ سے
کسی کمزور کو دے کر حکومت بخش دیتا ہے

وہی بے چین رکھتا ہے امیرِ شہر کو شب بھر
یقیں کی سیج پر مفلس کو راحت بخش دیتا ہے

فضائے شر میں، کارِ خیر کو ملتی ہے یوں عزت
وہ جب نفرت کے بدلے دل کو چاہت بخش دیتا ہے

سمجھ لیتا ہے ساحلؔ جو بھی اس رازِ مشیت کو
وہ اُس انسان کو نورِ حقیقت بخش دیتا ہے

گردشِ شام اور سحر میں تو
ہر پرندے کے بال و پر میں تو

مور کے پنکھ پہ تری قدرت
رنگ، خوشبو، صبا، ثمر میں تو

تیری توحید کی علامت سب
برق، سیلاب اور بھنور میں تو

کوئی انکار کر نہیں سکتا
مٹی، پانی، ہوا، شرر میں تو

ان کی تابندگی ہے امر ترا
لعل و یاقوت میں، گہر میں تو

یہ نتیجہ ہے حسنِ فطرت کا
بس گیا ہے مری نظر میں تو

دل میں ساحلؔ کے تو ہی رہتا ہے
اس کی مغموم چشمِ تر میں تو

وجود اُس کا ہے مشک و گلاب سے ظاہر
یہ جگمگاتے ہوئے ماہتاب سے ظاہر

جو اُس کے حکم سے روشن ازل سے ہے اب تک
حریفِ ظلمتِ شب، آفتاب سے ظاہر

نسیم، برق، شرر، بادِ تند، قوسِ قزح
شفق، نجوم، خلا و سراب سے ظاہر

بہشت و دوزخ و قہر و جلال، حور وملک
جزا، سزا و ثواب و عذاب سے ظاہر

منی و علقه و مضغه کی پرورش سے عیاں
ضعیفی، طفلی و عہدِ شباب سے ظاہر

ہر ایک لفظ میں کونین جذب ہے جس کے
اُسی مقدس و اطہر کتاب سے ظاہر

یقین آئے نہ اِن پر تو ہوگا وہ ساحلؔ
بروزِ حشر حساب و کتاب سے ظاہر

پُر حسیں شہر کو اک پل میں مٹایا تو نے
اور ویران بیاباں کو بسایا تو نے

رونے والوں کو اچانک ہی ہنسایا تو نے
ہنسنے والوں کو اِسی طرح رُلایا تو نے

طفلِ معصوم کو ممتا میں سما کر ماں کی
تھپکی دے دے کے محبت سے سلایا تو نے

وقت پر اپنے گرا بارشِ رحمت بن کر
بحرِ پُر شور سے بادل جو اٹھایا تو نے

اس سے سیراب ہے ہر لمحہ حیاتِ انساں
رحمتِ خاص کا دریا وہ بہایا تو نے

یہ بھی رحمت ہے تری بھیج کے دنیا میں رسولؐ
اپنی توحید کا پیغام سنایا تو نے

تیری توصیف میں یہ مصرعِ ساحل بھی ہے
اس کو رسوائی سے ہر وقت بچایا تو نے

کچھ پتھروں کو قیمتی پتھر بنا دیا
قطرے کو تو نے سیپ میں گوہر بنا دیا

یہ بھی ہے اصل میں تری تقدیر کا کمال
جس نے امیرِ شہر کو نوکر بنا دیا

دستِ دعا کے صدق پہ جب مہرباں ہوا
بے انتہا غریب کو افسر بنا دیا

اس طرح سے بچا لیا اپنے خلیلؑ کو
نارِ غضب کو پھول کا بستر بنا دیا

جس کو بھی چاہا اس کو دیا رتبہ و شرف
اور جس کو چاہا اپنا پیمبر بنا دیا

خنجر کو شاخِ گل کی نزاکت عطا ہوئی
اور شاخِ گل کو وقت پہ خنجر بنا دیا

لذت ملی نشاط کی ہر حال میں اسے
ساحلؔ کا تو نے ایسا مقدر بنا دیا

ایک قطرے کو صدف میں زندگی دیتا ہے کون
بن گیا موتی اسے تابندگی دیتا ہے کون

سو گئے تھے موت کی آغوش میں وقتِ خزاں
مردہ پودوں کو دوبارہ زندگی دیتا ہے کون

بن گئی ہیں پھول سب اپنے چٹکنے کے سبب
لب پہ کلیوں کے اچانک ہی ہنسی دیتا ہے کون

یہ ہیں سب بے جان ان میں جان کیسے آ گئی
تال و سر، صوت و صدا کو دلکشی دیتا ہے کون

کھو گیا اس کی نوا میں تو مگر یہ بھی تو دیکھ
نالۂ بلبل میں درد و نغمگی دیتا ہے کون

ان کی تابانی سے نظروں کو ہٹا کر یہ بھی سوچ
انجم و شمس و قمر کو روشنی دیتا ہے کون

اپنے شعروں پر ہے ساحلؔ کیوں تجھے اتنا غرور
غور کر شاعر کو ذوقِ شاعری دیتا ہے کون

ردائے ظلمتِ شب پل میں پھاڑ کر تو نے
نکالی گردشِ ایام سے سحر تو نے

کمالِ قدرتِ مطلق کی ہے ترے یہ دلیل
جو سنگ ریزے تھے ان کو کیا گہر تو نے

رسولِؐ صادق و اطہر کو دے کے وحی مبیں
بدل دی خیرِ مکمل سے فکرِ شر تو نے

اٹھی جو قطرے پہ، گوہر میں ہو گیا تبدیل
عطا کی بندۂ مومن کو وہ نظر تو نے

فسادِ نفس سے مجھ کو بھی یوں بچایا ہے
دیا ہے حسبِ ضرورت ہی مال و زر تو نے

ہے اعتراف کہ ساحل ہے مطمئن اس میں
دیا ہے اس کو وراثت میں ایسا گھر تو نے

واحد ہے، بے نیاز و بے اولاد و آل ہے
تو ربِ کائنات ہے اور ذوالجلال ہے

ہر شے میں اس جہاں کی جو حسن و جمال ہے
تیری ہی صنعتوں کا یہ روشن کمال ہے

احسن ہے کون تیرے سوا خالقین میں
کاریگری میں تیری بڑا اعتدال ہے

سیّارگان رہتے ہیں اپنی حدود میں
تیرا نظامِ شمسی بڑا بے مثال ہے

اک دوسرے کو لے نہیں سکتے گرفت میں
مجبور ہیں وہ، ان کی کہاں یہ مجال ہے

بے شک ہے تیرے امر سے ان کی یہ گردشیں
ورنہ یہ نظم اصل میں امرِ محال ہے

فاضل نہیں بقدرِ ضرورت ہی دے اسے
ساحل کا تیرے، تجھ سے یہی اک سوال ہے

ربّ کائنات

وہ ابتدا، وہ انتہا
وہی عیاں، وہی نہاں
وہ قادر و حکیم ہے
رحیم ہے، کریم ہے
سمیع اور بصیر ہے
علیم ہے، خبیر ہے
وہ نورِ ارض و آسماں، وہ ربّ کائنات ہے
عیوب سے منزّہ اور مصفّا اس کی ذات ہے
مقیم ہے وہ عرش پر، بجا یہ بات ہے، مگر
رگِ گلو سے ہر بشر کی وہ بہت قریب ہے
ہمارے دل کے ایک ایک راز سے وہ باخبر

اسی کے دم سے ہیں زمین و آسماں کی نعمتیں
ہے اس کے دسترس میں سب کی موت اور زندگی
ہر ایک بیج کو ملی اسی سے قوتِ نمو
اتارتا ہے پانی ہم پہ آسمان سے وہی
زمین و آسماں سے ہم کو رزق کرتا ہے عطا
وہی نظامِ کائنات کا ہے تنہا منتظم
زمیں، فلک، شجر، حجر، نجوم و مہر و کہکشاں
یہ ماہتابِ تیز رو، صبا، گھٹا، چمن، خزاں
یہ صبح و شام کا طلوع اپنے وقتِ خاص پر
یہ بحرِ بیکراں، یہ کوہسار و جوئے مضطرب
سب اس کے زیرِ حکم ہیں
وہی ہے سب کا حکمراں

تمام حمد اور ستائشوں کا مستحق ہے وہ
اسی کی بندگی کرو، اسی سے التجا کرو
اسی کے سامنے سرِ نیاز کو جھکاؤ تم

شریک مت بناؤ اس کی ذات میں کسی کو تم
یہ انبیا، یہ اولیا، یہ صوفیانِ باصفا
یہ دیوتا، رشی منی،
سب اس کے بندہ و غلام ہیں یہ خود خدا نہیں
مت ان کے سامنے جھکو

عظیم سے عظیم تر
یہ عہدِ نو کے فتنہ گر
یہ حکمراں، یہ زر پرست
سب اس کے آگے ہیچ ہیں
نہ ان سے التجا کرو
اسی کی بندگی کرو جو ربِ کائنات ہے
اسی سے التجا کرو، وہی ہے سب کا بادشاہ

معبودِ حقیقی

نہیں معبود کوئی
بس اک اللہ معبودِ حقیقی ہے
وہی نورِ زمین و آسماں ہے
چراغِ نور ہو جیسے کسی قندیل کے اندر
رکھا ہوا ایک شیشے کے کنول میں وہ
ہے شیشے کا کنول شفاف مثلِ کوکبِ پُرنور
وہ روشن روغنِ زیتون سے ہے جو مبارک اک شجر ہے
ہے اس کی روشنی مشرق کی جانب اور نہ ہی مغرب کی جانب

وہی ہے حیّ و قیّوم
نہ اس کو اونگھ آتی ہے، نہ اس کو نیند آتی ہے
زمیں اور آسمانوں میں ہے جو کچھ
سب اس کی ملکیت ہے

بغیرِ اذن اس کے کرنہیں سکتا سفارش کوئی بھی اس سے کسی کے واسطے
ہمارے آگے جو کچھ ہو رہا ہے
ہمارے پیچھے جو کچھ ہو چکا ہے
اسے سب کی خبر ہے
احاطہ کر نہیں سکتا ہے کوئی علم کا اس کے کسی شے میں
مگر وہ جتنا چاہے
اسی کی حکمرانی ہے زمیں اور آسمانوں میں
وہ تھکتا ہی نہیں اپنی حکومت کو چلانے میں

وہی ہے اکبر و مولیٰ
وہی سب حاکموں کا حاکمِ اعلا
وہ جس کو چاہتا ہے حکمرانی بخش دیتا ہے
وہ جس سے چاہتا ہے حکمرانی چھین لیتا ہے
وہ جس کو چاہتا ہے عزت و ناموس دیتا ہے
وہ جس کو چاہتا ہے خوار کر دیتا ہے پل بھر میں
وہ جس کو چاہتا ہے سب سے بڑھ کر رزق دیتا ہے
ہے اس کے ہاتھ میں سب کچھ...... وہی ہے حاکمِ اعلا

قادرِ مطلق

ھوالاول، ھوالآخر، ھوالظاھر، ھوالباطن
خدائے لا یموت ولم یزل وہ ہے
وہی ہے المصوّر، المھیمن
وہی جبّار وقھّار وسلام وحیّ و قیّوم
وہی ہے عالم الغیب وشھادہ

رعونت، خودسری، شرک و جہالت حکمراں جب بھی ہوئی ہے
ہوا مجروح جب سینہ تقدس کا کبھی سنگِ ملامت سے
نکالا اس نے ہی فاسد لہو تہذیب کی رگ سے
ثمود و عاد کو، اصحابِ مدین کو
کبھی اصحابِ رس، اصحابِ ایکہ کو

کیا نابود دنیا سے
دکھاتا ہے کبھی وہ اپنی قدرت کو عصا دے کر
ڈبوتا ہے بنا کر راستہ وہ نیل میں مغرور و سرکش کو
پلٹ دیتا ہے دھرتی کو
الٹ دیتا ہے بستی کو
کچلتا ہے کبھی وہ سر حنین و بدر میں
فرعونیت کا اپنی قدرت سے

کبھی وہ ماسکو سے لندن و پیرس کے ٹاور تک
عراق و شام سے افغان و پاکستان و بھارت تک
وہ پنٹاگون سے ارضِ فلسطیں تک
اسی انداز سے تہدید کرتا ہے
ذرا سوچو!
وہی ہے قادرِ مطلق

رحمتِ الٰہی

صبحِ صادق کا چہرۂ خنداں
شامِ رنگیں کا جلوۂ محجوب
فرش کی طرح سے بچھی یہ زمیں
بے ستوں آسمان کا سایہ
احمریں مہر یہ چمکتا ہوا
جگمگاتا یہ ماہتابِ حسیں
مسکراتے یہ انجمِ تاباں
بادِ صرصر کی شوخیِ پیہم
بحر، دریا، ندی کا آبِ رواں
کوہساروں کے سلسلوں کا سماں
سب میں رحمت ہے جلوہ گر تیری

نغمۂ سرمدی پرندوں کے
پی پپیہے کی، کوک کوئل کی
جاں نوازیِ نالۂ بلبل
رقصِ طاؤس کا حسیں انداز
صحنِ گلشن کی ساری رعنائی
عطر بیزیِ خوشبوئے گلزار
رنگ در رنگ منظرِ دلکش
گل کا رُخ چومتی نسیمِ سحر
کفِ گل پر جمی ہوئی شبنم
تیرے ذوقِ جمال کے شاہد
سب میں رحمت ہے جلوہ گر تیری

ریشم و اون، اطلس و کمخواب
عنبر و مشک و عطر اور کافور
لعل و یاقوت و گوہر نایاب
ننھی منی سی نحل کی تخلیق

چار پایوں کا نفع بخش وجود
باغ میوے کے، کھیت غلے کے
بحرِ پُر جوش کے تلاطم میں
موج کو چیرتے ہوئے یہ جہاز
ریت و ماہی و لولو و مرجاں
نعمتوں کا تری شمار کہاں
سب میں رحمت ہے جلوہ گر تیری

مرسلات و مقسمات کا زور
حاملات اور زاریات کا زور
عاصفات اور ناشرات کا زور
جاریات اور فارقات کا زور
دوش پر ان کے اُڑتے ابرِ کرم
جب برستے ہیں وقت پر اپنے
ارض کی تشنگی بجھاتے ہیں
مردہ سبزوں کو لہلہاتے ہیں

بیج کو قوتِ نمو دے کر
پیڑ، پودے، شجر اگاتے ہیں
سب میں رحمت ہے جلوہ گر تیری

زلزلہ، رعد، برق، قحط، وبا
موج، سیلاب اور طغیانی
کوہساروں میں آتش افشانی
برف باریِ موسمِ سرما
تیز بادِ سموم کے جھونکے
یورشِ باد کی ستم رانی
جن کے قہر و غضب کا سن کر حال
روح انساں کی کانپ جاتی ہے
شمعِ امید تھرتھراتی ہے
ان میں شامل ترا جلال مگر
سب میں رحمت ہے جلوہ گر تیری

مناجات

مری جبیں ہے فقط تیرے آستاں کے لیے
قبول کر لے دعاؤں کو شرمسار نہ کر

مرے بے جان لفظوں میں اثر دے
شبِ تاریک کو نورِ سحر دے
خدایا ہے یہی ایمان میرا
جو تو چاہے تو پتھر موم کر دے

تو میری سوچ کے پودے کو اک شجر کر دے
دعا یہ ہے مرے لہجے کو معتبر کر دے

صدف میں فکر و تخیل کے میں مقید ہوں
مثالِ قطرہ ہوں برسوں سے اب گہر کر دے

صلیب و دار و رسن ہی مرا مقدر ہے
سفر کٹھن ہے کوئی میرا ہم سفر کر دے

بچا لے شر کی تباہی سے تو مجھے یا پھر
مری حیات کے عرصے کو مختصر کر دے

سوائے اس کے مرے دل میں آرزو ہی نہیں
یہی کہ مرکزِ اخلاص میرا گھر کر دے

میں پھنس سکوں نہ کبھی دامِ شر میں دنیا کے
مجھے مقاصدِ ہستی سے باخبر کر دے

اُڑھا دے چادرِ رحمت عیوبِ ساحل پر
ہے بے اثر یہ نوا، اس کو با اثر کر دے

گھر چکا ہوں میں گناہوں میں خدا
لے لے تو اپنی پناہوں میں خدا

کر حفاظت کہ بہت ہی کم ہے
روشنی، میری نگاہوں میں خدا

استقامت دے عزائم کو مرے
خار ہی خار ہیں راہوں میں خدا

کر عطا اپنی محبت مجھ کو
گم ہے دل من کے اِلاہوں میں خدا

دے ہدایت کہ خوشی ملتی ہے
بدعت و شرک کی باہوں میں خدا

اپنے انجام سے بے حد ڈر کر
آیا ہوں تیری پناہوں میں خدا

قلبِ ساحل کو مصفا کر دے
وہ مقید ہے گناہوں میں خدا

میں بے قرار ہوں مجھ کو قرار دے ربی
مرا نصیب و مقدر سنوار دے ربی

ہوا ہے گلشنِ امید میرا پژمردہ
خزاں کی کوکھ سے فصلِ بہار دے ربی

قدم قدم پہ ہیں خارِ نفاق و بغض و حسد
اس امتحاں سے سلامت گزار دے ربی

میں مخلصانہ دعا دشمنوں کو دیتا رہوں
تو میرے دل میں وہ جذبہ ابھار دے ربی

کلائی فکر و ضلالت کی موڑ کر رکھ دیں
لوائے حق کو وہی جاں نثار دے ربی

میں جو کہوں یا لکھوں اس میں عشق ہو تیرا
مرے خیال کو اتنا نکھار دے ربی

بہت برا ہے گناہوں سے حال ساحل کا
یہ بار سر سے تو اس کے اتار دے ربی

شمعِ عرفان و یقیں دل میں جلا دے مولیٰ
راہ جو سیدھی ہے، وہ راہ بتادے مولیٰ

تجھ کو پانے میں یہ قوت ہے رکاوٹ کا سبب
فتنہ و شر کو مرے دل سے مٹادے مولیٰ

یہ گرفتار ہے گردابِ مسائل میں ابھی
کشتیِ زیست مری پار لگادے مولیٰ

ساری مخلوق کا دراصل ہے تو ہی خالق
آگ نفرت کی ہر اک دل سے بجھادے مولیٰ

میرا ہر لفظ ترے عشق کا مظہر بن جائے
سوچ کو میری وہ پاکیزہ ادا دے مولیٰ

تیرے مصحف کی تلاوت کروں آسانی سے
نور آنکھوں کا مری اتنا بڑھا دے مولیٰ

عالمِ فانی و باقی میں بھلائی دے دے
نارِ دوزخ سے بھی ساحلؔ کو بچادے مولیٰ

شکست میرا مقدر سہی سنبھال مجھے
متاعِ صبر عطا کر دے ذوالجلال مجھے

فقط تری ہی محبت ہو خانۂ دل میں
اس آرزوئے حقیقی سے کر نہال مجھے

انا سے دل کو مرے پاک رکھ کہ اس کے سبب
عروج لے کے چلا جانبِ زوال مجھے

درست کر مری فطرت میں خامیاں ہیں بہت
بنا دے صاحبِ کردار و خوش خصال مجھے

وہ جس کمال نے صلحا کو سرفرازی دی
مرے کریم عطا کر وہی کمال مجھے

گناہگار ہوں ڈوبا ہوا ہوں عصیاں میں
تو اس عمیق سمندر سے اب نکال مجھے

دلوں کو موہ لے وہ طرزِ گفتگو دے دے
مرے خدا، مرے لفظوں کو آبرو دے دے

میں تیرے ذکرِ مسلسل میں ہی رہوں مصروف
دعا یہ ہے تو مجھے ایسی جستجو دے دے

وجود اپنا مٹادوں تری محبت میں
ہے التماس یہی ایسی آرزو دے دے

وہ جس نے پرچم توحید کو بلند کیا
مری رگوں میں وہی گردشِ لہو دے دے

شجر سکوں کا بنا تخمِ فکر کو میرے
زمیں ہے سخت بہت قوتِ نمو دے دے

تری نوازشِ پیہم رہی ہے ساحل پر
یہ التجا ہے کہ پوتے بھی نیک خو دے دے

میرے جنونِ شوق کو ہوش و حواس دے
لہجہ اگر ہو سخت تو اس میں مٹھاس دے

دنیا کے گوشے گوشے میں فصلِ کپاس دے
جو بے لباس ہوں انھیں اچھا لباس دے

ایسی مسرتیں کہ جو ہوں وجہِ گمرہی
مجھ کو نہیں قبول، مجھے دل اداس دے

شدت کی جب لگی ہو مجھے روزِ حشر پیاس
کوثر کے آبِ شیریں کا مجھ کو گلاس دے

نزدیک تر ہے جب مری حبل الورید کے
تو نورِ معرفت بھی مرے دل کے پاس دے

ساحل ہے منکرات میں اب تک پھنسا ہوا
میرے کریم اس کو دلِ حق شناس دے

فکر جب دی ہے مجھے اس میں اثر بھی دے دے
پیڑ سر سبز دیا ہے تو ثمر بھی دے دے

راہِ پُر خار سے میں ہنس کے گزر جاؤں گا
عزم کے ساتھ ہی توفیقِ سفر بھی دے دے

تجھ کو پہچان سکوں دیکھ کے حسنِ فطرت
آنکھ دی ہے تو مجھے ایسی نظر بھی دے دے

خانۂ دل مرا خالی ہے محبت سے تری
سیپ تو دی ہے مجھے اس میں گہر بھی دے دے

شکر تیرا کہ مجھے طاقتِ گویائی دی
التجا یہ ہے دعاؤں میں اثر بھی دے دے

سوچ کی ساری حدیں ختم ہوئیں تو نہ ملا
صبحِ کاذب کو مری نورِ سحر بھی دے دے

دوستی کرنے کا ساحل کو سلیقہ تو دیا
زیر کرنے کا حریفوں کو ہنر بھی دے دے

امنِ عالم کے لیے انسانِ اکمل بھیج دے
العطش کا شور ہے رحمت کے بادل بھیج دے

عقل والوں سے جہنم بن چکی ہے یہ زمیں
ان کو سمجھانے خدایا کوئی پاگل بھیج دے

عہدِ نو کو روشنی سے جس کی کچھ ہو فائدہ
علم و دانش کا کوئی ماہِ مکمل بھیج دے

جس کو پیتے ہی مجھے ہو معرفت تیری نصیب
ساغرِ عرفاں کی ربی ایسی چھاگل بھیج دے

مسلکِ ذاتی سے ملت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی
اختلاف و نزع کا یارب کوئی حل بھیج دے

رہ گئی ہے چشمِ ساحل میں ذرا سی روشنی
اس کی آنکھوں کے لیے نورانی کاجل بھیج دے

التجا

خالقِ کائنات و جن و انس
وحدہٗ لاشریک تیری ذات
تو ہے نباض نبضِ عالم کا
تیرے قبضے میں سب کی موت وحیات
تو نے تخلیقِ کائنات کے بعد
نوعِ انساں کو سرفراز کیا
دے کے اس کو خلافتِ ارضی
اور پہنا کے سر پہ تاجِ شرف

لیکن اے مالک و رحیم و کریم
عصرِ حاضر کے یہ ترے بندے
تیرے انعام سے گریزاں ہیں
تیرے الطاف کے بھی منکر ہیں
کتنے مردود ہیں، رذیل ہیں یہ

پوجتے ہیں بس اپنی دولت کو
ان کا مقصد ہے نفس کی تسکیں
یعنی ذوقِ انا کی خوشنودی

اپنے تسکینِ ذوق کی خاطر
اپنے ہاتھوں سے ہی بشکلِ حسیں
لات و عزیٰ، ہبل تراشے ہیں
اور یہ کور چشم شام و سحر
ان کے آگے جبیں جھکاتے ہیں

ان کی مذموم حرکتوں کے سبب
آج ہر گام پر ہے رقص کناں
بربریت، تشدد و بدعت
بغض، نفرت، ہوس کی فتنہ گری
خود سری، خویش پروری، چوری
اور پھر یہ بھی اک صداقت ہے

آج ہر گام پر رعونت ہے
ہے چلن عام بے حیائی کا
روحِ انسانیت تڑپتی ہے
ہیں بظاہر جو مصلح و رہبر
ان کے سائے میں فتنے پلتے ہیں
صوفی و عالم و خطیب و امام
دین و مذہب کے سائے میں اکثر
تشنگیِ ہوس بجھاتے ہیں

میرے معبود، اے مرے مالک
ایسے ماحول میں مرا جینا
اک مسلسل عذاب ہی ہوگا
اس لیے ہے یہ التجا مری
علمِ نافع سے تو مرے دل کو
کردے معمور تاکہ شر سے میں
خود کو محفوظ رکھ سکوں ہر پل

طالوت

خدائے قادر و عادل!
یہ عہدِ نو مزین ہے یقیناً علم و فن سے
مگر دراصل یہ عہدِ جہالت ہے
ترقی یافتہ حسنِ تمدن جل رہا ہے
اور عریاں ہو رہا ہے پیکرِ تہذیبِ دوراں
دھماکوں سے مسلط خوف کی ہر سو فضا ہے
گلا انسانیت کا گھٹ رہا ہے
علوم و آگہی بے جان ہو کر رہ گئے ہیں
ہوائے مادیت چل رہی ہے تیز رفتاری سے دنیا میں
رخِ روحانیت مرجھا رہا ہے

غرور و سرکشی کا رقص پیہم ہو رہا ہے
حقوق انساں کے چھینے جا رہے ہیں
فرائض رو رہے ہیں
ستم جالوت کا اب انتہا پر آ چکا ہے

خدائے قادر و عادل!
پھر کسی مفلس کے مسکن سے
کوئی طالوت کر ظاہر

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کیا گل افشانی کریں ہم نعت کے گلزار میں
جب خدائے پاک فرمائے ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زمین پر تھا مسلط نظامِ ظلم و ستم
ہے انقلاب کا باعث ترا ہی نقشِ قدم
سکونِ قلب کی مظلوم کو ملی دولت
ترا وجودِ مقدس ہے رحمتِ عالم

وہ چل رہا تھا لیے دیں کا جب علم تنہا
تو سہہ رہا تھا زمانے کا ہر ستم تنہا

سبب یہ تھا اُسے دینی تھی دعوتِ توحید
اٹھا رہا تھا خوشی سے وہ بارِ غم تنہا

رہائی قیدِ مسلسل سے دی غلاموں کو
یہ بات سچ کہ اُسی کا ہے یہ کرم تنہا

نگاہ اٹھتے ہی دنیا بدل گئی اُس کی
جو چل نہ سکتا تھا ذلت سے دو قدم تنہا

مخالفین کے آگے کھڑا رہا ڈٹ کر
حنین و بدر میں وہ صاحبِ ہمم تنہا

یہ معجزہ ہے اُسی کا کہ اُس نے کھول دیا
کلیدِ عزم سے قفلِ درِ حرم تنہا

اُسی کا وردِ زباں نام ہو بہر لمحہ
ہے کائنات میں ساحلؔ وہ محترم تنہا

انھی کے دم سے ہے قائم جہان میں خوشبو
انھی کے ذکر سے میرے بیان میں خوشبو

خیال دل میں مرے ان کا جب بھی آتا ہے
لپک کے آتی ہے میرے مکان میں خوشبو

جہاں جہاں سے گزرتے تھے وہ شبِ معراج
بکھرتی جاتی تھی ہر آسمان میں خوشبو

قدم وہاں بھی رکھا جو تھا عالمِ حیرت
حقیقی نور تھی دونوں کمان میں خوشبو

کرشمہ ہے یہ انھی کے غلامِ حبشی کا
ہے جن کے سوز سے قائم اذان میں خوشبو

جو ہم نشیں تھے ملی ان کو اس قدر معراج
سمٹ کے آگئی ان کی زبان میں خوشبو

ہے حرف حرف معطر، یہ نعتِ ساحلؔ کا
خوشا کہ آئی ہے میرے گمان میں خوشبو

دفعتاً ہوا دیکھو، آمنہ کا گھر روشن
پیکرِ منور سے سقف و بام و در روشن

تھا کہاں وجود اس کا، اس کی حیثیت کیا تھی
ان کے نور کے صدقے، ہوگیا قمر روشن

ان کے آتے ہی پھیلا نور شہرِ ظلمت میں
جیسے مہرِ تاباں سے ہوتی ہے سحر روشن

جس جگہ قدم رکھا، جس طرف سے بھی گزرے
وہ جگہ مقدس ہے اور رہگزر روشن

دعوتِ یقیں ایسی، دی خلوصِ پیہم سے
ہوگئی جسے سن کر فکرِ ہر بشر روشن

امتیازی خط کھینچا، ایسا بیچ میں ان کے
ہوگئے زمانے پر، کارِ خیر و شر روشن

یہ ہے معجزہ ساحلؔ، شمعِ حق کے جلتے ہی
ہوگئے اجالے سے روئے بحر و بر روشن

گرچہ اُمّی تھا، مگر تھا وہ پیمبر ایسا
جہل لرزیدہ تھا اُس سے تھا سخنور ایسا

اُس کی تمثیل کا کونین میں ملنا ہے محال
ہادیِ عصر تھا، وہ ساقیِ کوثر ایسا

فقر و فاقہ میں بھی چہرے پہ رہی اُس کے بہار
تم نہ پاؤ گے کہیں صبر کا پیکر ایسا

آ گئے دیکھ کے سکتے میں شہنشاہ و غلام
اُس کے قدموں میں رہا کرتا تھا بستر ایسا

اُس نے دشمن کی خطاؤں کو کیا دل سے معاف
مجھ کو تاریخ میں دکھلاؤ تو رہبر ایسا

ہے یقیں مجھ کو کہ ساحل کی شفاعت ہوگی
خواب میں روز نظر آتا ہے منظر ایسا

رکھا ہے کس نے قدم سرحدِ خدائی پر
کسے ہے ناز بھلا عرش تک رسائی پر

جب اُس نے دعوتِ توحید دی تو کانپ گئے
جنہیں غرور تھا خود اپنی کبریائی پر

سکون چھوڑ کے اُس نے پسند فقر کیا
زمانہ ناز کرے کیوں نہ اِس گدائی پر

انھیں بھی صبر کا پیکر بنا دیا اُس نے
براجمان تھے جو مسندِ طلائی پر

اگرچہ بسترِ گل اُس کے زیرِ پا تھا مگر
سکون و چین سے سوتا رہا چٹائی پر

بس ایک لمحے میں اُن کی سنور گئی دنیا
یقیں تھا جن کو فقط اُس کی رہنمائی پر

جو پل رہے تھے ضلالت کی گود میں ساحلؔ
فدا وہ ہو گئے پیغامِ مصطفائی پر

روزِ اوّل سے مرا دل ہے فدائے مصطفیٰ ﷺ
تاجِ سر میرے لیے ہے نقشِ پائے مصطفیٰ ﷺ

کیا گُل افشانی کریں ہم نعت کے گلزار میں
جب خدائے پاک فرمائے ثنائے مصطفیٰ ﷺ

انقلابِ نو بہ نو انگڑائیاں لینے لگا
کوہِ فاراں سے جونہی گونجی صدائے مصطفیٰ ﷺ

جہل تھرّانے لگا گُل ہوگئی شمعِ نفاق
چھائی اِس انداز سے اُن پر ضیائے مصطفیٰ ﷺ

تھا عمل تفسیر اُن کے قول کی، اس واسطے
بن گئی قانونِ دیں اک اک ادائے مصطفیٰ ﷺ

اہلِ ایماں ہر نفس عرضِ ثنا کرتے رہو
قفلِ جنت کھول دیتی ہے ثنائے مصطفیٰ ﷺ

اے خدائے ہر دو عالم تجھ سے ہے بس یہ دعا
حشر میں ساحلؔ بھی ہو زیرِ لوائے مصطفیٰ ﷺ

ختم تجھی پہ ہو گیا سلسلۂ پیمبری
جلتی رہے گی حشر تک تیری ہی شمعِ رہبری

کاٹ کے تو نے پھینک دی تیشۂ اعتماد سے
شرک و توہمات سے شاخ جو تھی ہری بھری

اِس کے طلسمِ وسحر کا فاش کیا یوں تو نے راز
لا نہ سکے گا اب کبھی کفر مجالِ ہمسری

یہ ہے عظیم معجزہ تو نے بدل کے رکھ دیا
علمِ الٰہیات سے نظمِ جہانِ کافری

تیرے کرم کی حد نہیں دے کے حقوقِ زندگی
تو نے ہر اک غلام کو قید سے کر دیا بَری

فتنہ و خیر کی شناخت تیرے کرم کا فیض ہے
کھوٹا کھرا الگ کیا تو نے ہی مثلِ جوہری

نعت شریف کہہ گیا ساحل خوش بیاں وہ آج
سن کے یقیں ہے ہوں گے خوش سعدی، نظامی، انوری

ثانی ہوا نہ آج تک کوئی بھی تیری ذات کا
رتبہ فقط تجھے ملا سرورِ کائنات کا

ڈھانپ چکی تھی گردِ جہل صدیوں کی قصرِ ارتقا
کھولا ہے تونے آ کے باب ساری ترقیات کا

فرش سے رشتہ توڑ کے جانبِ عرش لے گیا
بدلا تصورِ حسیں تونے جمالیات کا

دے کے جہاں کو درسِ امن اور مٹا کے گمرہی
پھیر دیا ہے تونے رخ ذوقِ سیاسیات کا

تیری زباں تھی پُر اثر، قول ترا فصیح تر
جادو نہ چل سکا کوئی تجھ پہ تخیلات کا

ماند نہ پڑ سکے گی اب شمعِ یقیں کی روشنی
فاش کیا یوں تونے راز شرک و توہمات کا

راہِ جمیل پر تری جو بھی ہوا ہے گامزن
ساحل ملے گا حشر میں اُس کو شرف نجات کا

ترے جمالِ مقدس کا ہے جواب کہاں
ہے تیرے حسن کا ثانی یہ ماہتاب کہاں

یہ تیرے نور سے کرتا ہے اکتساب ضیا
خود اپنے نور کا مرکز ہے آفتاب کہاں

قدم قدم پہ نوازش ترا شعار رہا
تری عنایتِ بے حد کا ہے حساب کہاں

بتائی راہِ عمل اور خیر و شر میں تمیز
وگرنہ ملتی ہمیں لذتِ ثواب کہاں

خلوص و زہد سے بدلا نظامِ عالم کو
ہے اس طرح کا کوئی اور انقلاب کہاں

کیا جو آپ پہ نازل خدائے مطلق نے
جہانِ علم میں ایسی کوئی کتاب کہاں

تو حق ادا ہی نہ کر پائے گا کبھی ساحل
نبی کی مدح کرے، تجھ میں اتنی تاب کہاں

جہاں میں حسنِ مجسم جو بے نقاب آیا
تو رخ پہ کفر و ضلالت کے پیچ و تاب آیا

خلوص و زہد کی دنیا پہ جب شباب آیا
بتوں کے واسطے اک دورِ اضطراب آیا

ہر ایک سمت اُجالا ہوا، چھٹی ظلمت
لیے وہ نورِ یقیں صاحبِ کتاب آیا

چلی ہوائے مساوات و امن دنیا میں
اُنھی کے دم سے زمانے میں انقلاب آیا

اُسے غریبوں میں فوراً ہی کر دیا تقسیم
حدیقہ لطف و کرم کا جو بے حساب آیا

زمانے تیری ترقی ہے زیرِ پا اُن کے
تو گرچہ دوڑ کے چھو سطحِ ماہتاب آیا

رذیل قوم کی دنیا سنور گئی ساحل
جب اس کے سامنے وہ حسن بے حجاب آیا

نہیں ثانی جہاں میں کوئی اُس حسنِ مجرد کا
سنایا ہر نبی نے مژدہ پیہم جس کی آمد کا

خطا کاری سے لوگوں کو فقط روکا نہیں اس نے
بتایا راز بھی تخلیق انسانی کے مقصد کا

یتیم و بیکس و مفلس کی ایسی دلنوازی کی
ہوا ہے خاتمہ اُس پر ہر اک احسان کی حد کا

سلاطینِ زمن ہیں سرنگوں اس ذات کے آگے
چٹائی سے لیا ہے کام جس نے شاہی مسند کیا

زمانہ ارتقا کی آخری منزل پہ ہے لیکن
لگا پایا نہ اندازہ ابھی تک اس کی سرحد کا

یہ سچ مشرک تھے وہ لیکن سبھی تھے متفق اس پر
تنازع حل کیا آخر اُسی نے سنگِ اسود کا

مجھے محشر کا کیوں ہو خوف اس کا اُمّتی میں ہوں
زمانہ معترف ہے جس کے ساحل لطفِ بیحد کا

مدّاح خدا بھی، ملک و جنّ و بشر بھی
لیتے ہیں ترا نام شجر اور حجر بھی

تو بحرِ رسالت کا ہے انمول گہر بھی
اور باغِ نبوت کا مہکتا گلِ تر بھی

جس جادہ و منزل پہ قدم تو نے رکھا ہے
خوشبو سے مہک اٹھی ہے وہ راہ گزر بھی

ہوتی ہے اُدھر رحمت و انوار کی بارش
اٹھتی ہے جدھر کو تری پُر کیف نظر بھی

ہر حال میں پوری ہوئی انساں کی ضرورت
مایوس نہ لوٹا کوئی دورانِ سفر بھی

پیغام ترا رازِ مشیت کا امیں ہے
اس کو نہ مٹا پائیں گے گل بانیِ شر بھی

ساحلؔ نہ تو کر پائے گا توصیف نبیؐ کی
لکھ دے گا اِسی طرح سے گر لاکھ سطر بھی

بعثت کے وقت تیری، بُرا سب کا حال تھا
تاریخ کا وہ اصل میں دورِ زوال تھا

ہر ایک شخص خوگر جنگ و جدال تھا
مشرک تھا اور شائقِ حسن و جمال تھا

بدلا تصوراتِ جہالت کو علم سے
تیرا یہ کارنامہ بڑا بے مثال تھا

دی دعوتِ یقین و عمل اُس مقام پر
حق بات بولنا بھی جہاں پر محال تھا

تسکین و سرخ روئی عطا اس کو ہوگئی
چہرے پہ جس یتیم کے رنج و ملال تھا

گوہر سے اُس کا دامنِ امید بھر دیا
پھیلائے تیرے آگے جو دستِ سوال تھا

وحشی جو قوم تھی وہ بنی بانیِ فروغ
ساحلؔ اسی یہ اُمّی کا ادنا کمال تھا

جلوہ گر جب ہوئے خاتم المرسلیں، حسنِ وحدت کا دورِ شباب آ گیا
ریگزارِ عرب باغِ جنت بنا، ہر طرف دل نشیں انقلاب آ گیا

جھوم اٹھا اپنی قسمت پہ فرشِ زمیں، عرش سے آئی آوازِ صلِّ علیٰ
دو جہاں جس کے جلوؤں سے روشن ہوئے، پردۂ کُن سے وہ ماہتاب آ گیا

اس کے الطافِ بیحد پہ قربان دل، اس کے اخلاصِ دلکش پہ قرباں ہے جاں
مخزنِ رحمتِ بے حساب آ گیا، صاحبِ سیرتِ لاجواب آ گیا

دیکھتا ہوں جسے بھی وہ حیران ہے، نطقِ اہلِ عرب سن کے قربان ہے
جس کے الفاظ میں وحی کی شان ہے، وہ خطیبِ فصاحت مآب آ گیا

روشنی کی دل آویز چادر تنی، کھیت کرنے لگی حسن کی چاندنی
نور پاشی دو عالم پہ کرتا ہوا، عالمِ قدس کا ماہتاب آ گیا

مرحبا ساحلِ خوش بیاں مرحبا، نعت کی بزم میں یہ گل افشانیاں
سجدۂ شکر کے واسطے سر جھکا، مژدۂ بخششِ بے حساب آ گیا

حسن مجسم، مخزنِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ ہیں بیشک ناصرِ امت صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھو تو اعجازِ منور، چاند ہوا دو نیم سراسر
اٹھتے ہی انگشت شہادت صلی اللہ علیہ وسلم

آئے نبیِ حق تو مسلسل، تم پہ ہوا اسلام مکمل
ساتھ میں لائے ایسی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم

کمزوروں کو طاقت بخشی، مجبوروں کی جھولی بھر دی
لاثانی ہے آپ کی شفقت صلی اللہ علیہ وسلم

نسلی بت حکمت سے توڑا، ذاتِ حق سے رشتہ جوڑا
بخشی انسانوں کو عظمت صلی اللہ علیہ وسلم

گمراہوں کو راہ پہ لائے، مفہومِ توحید بتایا
شمعِ یقیں ہے آپ کی دعوت صلی اللہ علیہ وسلم

اے ساحلؔ ہر دور کا انساں پڑھ کے ہے انگشت بدنداں
آپ کی اک اک خوبیِ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

اے حبیبِ خدا، دین کے رہنما، شمعِ حق کی ضیا، سرورِ انبیا
آپ کی ذات ہے، ماورائے گماں، شارحِ کبریا، سرورِ انبیا

آپ اُمّی لقب، ذاتِ عالی نسب، آپ پر روز و شب، راز کھلتے ہیں سب
ہوتی ہے بے تعب، بارشِ فضلِ رب، اے شفیعُ الورا، سرورِ انبیا

ہادیِ مرسلاں، پیشوائے زماں، رحمتِ دو جہاں، مونسِ بیکساں
آپ ہیں رونقِ بزمِ کون و مکاں، نیّرِ حق نما، سرورِ انبیا

سیدالمرسلیں، شافع المذنبیں، راحتُ العاشقیں، رہبرِ سالکیں
آپ شمعِ یقیں، نازِ روح الامیں، آپ شمس الضحیٰ، سرورِ انبیا

اے شفیعُ الامم، نورِ شمعِ حرم، اے جمیلُ الشّیم، رہبرِ محترم
آپ فیضِ اتم، آفتابِ کرم، بحرِ جود و سخا، سرورِ انبیا

آپ ہی نے دیا درسِ امن واماں، بے زبانوں کو دی آپ نے ہی زباں
آپ ہیں باعثِ حرکتِ انس و جاں، بانیِ ارتقا، سرورِ انبیا

آپ کی خوبیاں کیا کرے گا رقم، ساحلِ خوش بیاں، جب ہے عاجز قلم
لڑکھڑاتا ہے اب اِس کا ہر اک قدم، اے رسولِ خدا، سرورِ انبیا

خوشا ہر گوشۂ سیرت منور ہے محمد ﷺ کا
مثالِ آئینہ شفاف پیکر ہے محمد ﷺ کا

صبا مس ہو کے جب گزرے اسے، مستی میں آجائے
بسا خوشبو میں ایسا جسمِ اطہر ہے محمد ﷺ کا

اسی سے ماہ و انجم روشنی کی بھیک لیتے ہیں
کچھ اِس انداز سے چہرہ منور ہے محمد ﷺ کا

تصدق دولتِ کونین ہے جس کے تقدس پر
جہانِ فقر و فاقہ میں وہ بستر ہے محمد ﷺ کا

بجز اس کے کسی سے پیاس بجھنا غیر ممکن ہے
قسم اللہ کی وہ جامِ کوثر ہے محمد ﷺ کا

نہ جانے کتنے مشرک شوق سے ایمان لے آئے
اسی تحقیق میں کہ کون ہمسر ہے محمد ﷺ کا

سمٹ آیا جہاں آکر پرِ جبریلؑ اے ساحل
اُسی منزل سے نورِ عشق رہبر ہے محمد ﷺ کا

ہے یکتا جہاں میں کمالِ محمد ﷺ
ملے گی نہ ہرگز مثالِ محمد ﷺ

ہے تفسیرِ قرآں خصالِ محمد ﷺ
خوشا سیرتِ بے مثالِ محمد ﷺ

لرزنے لگی تابشِ ماہ و انجم
نمایاں ہوا جب جمالِ محمد ﷺ

مزیّن کیا جہل کو علمِ دیں سے
یہی اصل میں ہے کمالِ محمد ﷺ

اسی سے ہے کون و مکاں میں اجالا
زہے جلوۂ لازوالِ محمد ﷺ

کیا گُل چراغِ رسالت خدا نے
ہوا جب جہاں سے وصالِ محمد ﷺ

سنور جائے گی اُس کی تقدیر ساحل
ہو ہر لمحہ جس کو خیالِ محمد ﷺ

عیب سے پاک ہے بے داغ ہے سیرت تیری
اس لیے ہے دلِ مشرک میں بھی چاہت تیری

زندگی عالمِ فانی کی ہے اک دامِ فریب
یہ سبق دیتی ہے دنیا کو قناعت تیری

اُس کے معیار کو چھو لے کوئی ممکن ہی نہیں
ایسی بے مثل ہے دنیا میں سخاوت تیری

افصح العصر فقط تیرے سوا کون ہوا
کیوں نہ گنجینۂ معنی ہو فصاحت تیری

جنگجو تیری بدولت ہی ہوئے امن پسند
ایک مینارۂ روشن ہے قیادت تیری

امنِ عالم کا ہے ضامن ترا پیغامِ مبیں
کیوں نہ ہر دل میں مسلّم رہے عظمت تیری

اس لیے لب پہ ہے ساحلؔ کے ترا ذکرِ جمیل
حاصلِ خلد ہے دراصل محبت تیری

ہادی و پیشوا محمد ﷺ ہیں
آخری رہنما محمد ﷺ ہیں

ان کی آمد سے چھٹ گئی ظلمت
علم کی وہ ضیا محمد ﷺ ہیں

ذاتِ حق ان پہ کیوں نہ ناز کرے
نازشِ انبیا محمد ﷺ ہیں

بخششوں کا شمار ہو کیسے
بحرِ جود و سخا محمد ﷺ ہیں

مردہ تہذیب پھر ہوئی زندہ
منبعِ ارتقا محمد ﷺ ہیں

وہ خطار کار ہو نہیں سکتا
جس کے بھی پیشوا محمد ﷺ ہیں

فہم و ادراک تھک گئے ساحلؔ
بس خدا جانے کیا محمد ﷺ ہیں

تو نے شمعِ یقیں جلائی ہے
تجھ پہ قربان کبریائی ہے

تیری آمد سے بزمِ عالم میں
روحِ تہذیب مسکرائی ہے

پھیر دی جس طرف نظر اپنی
اس طرف جلوہ گر خدائی ہے

فقر محبوب ہے تجھے اتنا
تیرے گھر میں فقط چٹائی ہے

ایک مشکیزہ، جَو کے کچھ دانے
کوئی مسند نہ چارپائی ہے

اس پہ جھکتی ہے گردنِ جبریل
تیری قسمت میں وہ گدائی ہے

تیری تعریف کیا کرے ساحل
تو کہ بس شارحِ خدائی ہے

ہوا وہ دل سے غم خوارِ محمد ﷺ
سنی جس نے بھی گفتارِ محمد ﷺ

ہوا روپوش خورشیدِ جہالت
جلی جب شمعِ افکارِ محمد ﷺ

صبا شوخی کو اپنی بھول بیٹھی
جو دیکھی اس نے رفتارِ محمد ﷺ

لباسِ فقر میں کی بادشاہت
رہا جو زیرِ دیوارِ محمد ﷺ

کیا تسخیر مہہ انساں نے لیکن
نہ پائی سطحِ معیارِ محمد ﷺ

اگر کرنی ہو تم کو سیرِ جنت
کرو تقلیدِ اطوارِ محمد ﷺ

ملے گا حشر تک ثانی نہ ساحلؔ
کہ لاثانی ہے کردارِ محمد ﷺ

ایک بے مثل ذات ہیں احمد ﷺ
حاصلِ کائنات ہیں احمد ﷺ

عشق کی واردات ہیں احمد ﷺ
ردِّ لات و منات ہیں احمد ﷺ

ان کے دم سے ہے رونقِ کونین
محسنِ شش جہات ہیں احمد ﷺ

سارے احساں وہیں سے نکلے ہیں
منبعِ التفات ہیں احمد ﷺ

نقشِ پا ان کا ہے رہِ جنت
ترجمانِ حیات ہیں احمد ﷺ

اک اشارے پہ چاند دو ٹکڑے
خسروِ معجزات ہیں احمد ﷺ

ان کا ثانی نہیں کوئی ساحلؔ
ذاتِ والا صفات ہیں احمد ﷺ

شارح دینِ ہدیٰ محبوبِ ربّ العالمین
سوچ سے ہے ماورا محبوبِ ربّ العالمین

تاج فرقِ انبیا محبوبِ ربّ العالمین
یعنی خورشیدِ حرا محبوبِ ربّ العالمین

رونقِ صبحِ ازل، شمعِ حَریمِ انبیا
زینتِ عرشِ علا محبوبِ ربّ العالمین

عالمِ کون و مکاں کی ساری مخلوقات میں
ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ محبوبِ ربّ العالمین

سرخروِ توحید ہو، بس اس لیے کھاتا رہا
دل پہ ہر تیرِ جفا محبوبِ ربّ العالمین

کفر کی مغرور طاقت کے مقابل بے خطر
مسکراتا ہی رہا محبوبِ ربّ العالمین

تا قیامت ماند پڑ سکتی نہیں ساحل کبھی
شمعِ حق کی ہے ضیا، محبوبِ ربّ العالمین

اے ختمِ رُسل، دانائے سبل، ہے پاک و حسیں سیرت تیری
دراصل ہے جنت کی ضامن، ہم سب کے لیے چاہت تیری

غش کھا کے گری، شانِ یوناں، اور روم کی سطوت گہنائی
ایران ہوا ٹکڑے ٹکڑے، ظاہر جو ہوئی عظمت تیری

بیکس کو سکونِ قلب ملا، مجبور ہوئے شاداں، خنداں
تقدیر غلاموں کی بدلی، یوں عام ہوئی رحمت تیری

احزاب و حنین و بدر و احد، دیتے ہیں گواہی یہ ہم کو
دشمن کے لیے تھی تیغِ دو دم، بس عزمِ جواں، ہمت تیری

احکام کیے نافذ سارے، بوسیدہ چٹائی سے تو نے
ہے تختِ زمرّد اس پہ فدا، اس شان کی ہے سطوت تیری

تہذیب و ثقافت کا نقشہ، دنیا کو نیا تو نے ہی دیا
اس عالمِ نو کی رعنائی میں شامل ہے برکت تیری

بس عرض یہی ہے ساحلؔ کی، ہو چشمِ کرم اک اور ادھر
اے شاہِ زمن، آ دیکھ ذرا، بد حال ہے پھر اُمت تیری

اقدس تمام ناموں میں اک کس کا نام ہے
احمد ﷺ کا نام حاصلِ ہر اسمِ عام ہے

اس ذاتِ بے مثال پہ پڑھتے رہو درود
قائم اسی کے دم سے سجود و قیام ہے

تفریقِ رنگ و نسل جہاں مٹ کے رہ گئی
ان کا ہی اس جہاں میں وہ دربارِ عام ہے

تقدیر اُس کو مژدہٗ راحت سنائے گی
ان کے صحابیوں کا جو ادنا غلام ہے

سب کے پیام اُس کے تقدس پہ ہیں نثار
میرے نبی کا اتنا مقدس پیام ہے

لب ان کے چومتی ہے فصاحت ہزار بار
داعیِ دینِ حق کا وہ طرزِ کلام ہے

ساحلؔ درِ رسول کی جس کو ملی ہے خاک
مخلوقِ کائنات میں وہ نیک نام ہے

شوق سے سیرتِ مصطفیٰ دیکھئے
آئینہ دیکھئے، آئینہ ذیکھئے

حکمرانی رہی فرش سے عرش تک
فخرِ کونین کا مرتبہ دیکھئے

سطوتِ روم و ایراں ہوئی دم بخود
عظمتِ خاتم الانبیا دیکھئے

ہے کرشمہ انھی کی یہ تعلیم کا
ایک صف میں ہیں شاہ و گدا دیکھئے

بجھ سکے گی نہ آندھی سے جو حشر تک
ہے وہ شمعِ نبی کی ضیا دیکھئے

قومِ وحشی تمدن کی بانی ہوئی
ایک اُمّی کا یہ معجزہ دیکھئے

دوستو نعتِ ساحل کے ہر شعر میں
جذبۂ عشق کی انتہا دیکھئے

جب آفتاب بزمِ رسالت کا آ گیا
ظلمت کے شہر یاس پہ اک نور چھا گیا

جس پر اٹھی نگاہِ نبوت بصد خلوص
وہ شخص بے مثال کرشمہ دکھا گیا

ہر لفظ اُس کا ضامنِ امن و اماں ہوا
پیغام اِس جہان کو ایسا سنا گیا

اب تک زمانہ جس کی ضیا کا ہے معترف
تہذیب کا چراغ اک ایسا جلا گیا

انسانیت کو زندۂ جاوید کر دیا
فتنے کا سر خلوص سے اپنے دبا گیا

اس نے وہ کیمیائے سعادت عطا کیا
جو قومِ خفتگاں کو یکایک جگا گیا

ساحل نہ مل سکے گا پتہ اِس کا اب کہیں
وہ تو ستم کی لاش لحد میں دبا گیا

توحید کا پرچم لہرایا، تشریف محمد ﷺ جب لائے
باطل کا چہرہ مرجھایا، تشریف محمد ﷺ جب لائے

بل کھا کے گرا کعبہ میں ہُبل، حیران ہوئے لات وعزیٰ
شیطان بھی سکتے میں آیا، تشریف محمد ﷺ جب لائے

دریائے ساوہ خشک ہوا، اور قیصر و کسریٰ تھے گم سم
تاریخ نے یوں پلٹا کھایا، تشریف محمد ﷺ جب لائے

اخلاق و عمل کا درس دیا، ہر دور کے سب انسانوں کو
تہذیب کا جامہ پہنایا، تشریف محمد ﷺ جب لائے

بندے کا خدائے واحد سے، مضبوط ہوا رشتہ ایسا
ایماں نے لہو کو گرمایا، تشریف محمد ﷺ جب لائے

مجبور و غلام و مفلس کے چہروں پہ تبسم رقصاں ہے
مظلوم نے اپنا حق پایا، تشریف محمد ﷺ جب لائے

توقیرِ جہالت ختم ہوئی اور خیر سے پلٹی اے ساحل
تہذیب و تمدن کی کایا، تشریف محمد ﷺ جب لائے

فردوس کی کلید ہے، اقرار آپؐ کا
دوزخ مقام بن گیا، انکار آپؐ کا

یکساں ہے سب پہ فیضِ گہربار آپؐ کا
بے مثل و لاجواب ہے کردار آپؐ کا

بیشک حرام اس پہ جہنم کی آگ ہے
ہوتا ہے جس کو خواب میں دیدار آپؐ کا

جھڑتے ہیں لب سے پھول فصاحت کے بار بار
شیریں بہت ہے لہجۂ گفتار آپ کا

پروازِ جبرئیل جہاں تھم کے رہ گئی
اس سے بلند و بالا ہے معیار آپؐ کا

کوشش محققین نے کرلی ہزار بار
لیکن نہ پاسکا کوئی اسرار آپؐ کا

ساحلؔ کو بھی مدینہ بلا لیجئے حضور
وہ کر رہا ہے ذکر لگاتار آپؐ کا

ان کی ذاتِ اقدس ہی، رحمتِ مجسم ہے
عرش پر معظم ہے، نازشِ دو عالم ہے

یہ شرف ملا کس کو، فرش کے مکینوں میں
قدسیوں کی محفل میں، ذکر ان کا پیہم ہے

مخزنِ تقدس ہے، چشمِ پُر حیا اُن کی
گیسوئے حسیں اُن کا، نرم مثلِ ریشم ہے

قطرۂ عرق روشن، یوں ہے اُن کے چہرے پر
پھول کی ہتھیلی پر، جیسے دُرِّ شبنم ہے

بے مثال ہے سیرت ان کی بزمِ عالم میں
انبیا میں افضل ہے، اکرم و مکرّم ہے

اُن کے جہدِ پیہم سے، انقلابِ نو آیا
شرک کو ندامت ہے، اور کفر برہم ہے

اُن کی مدح میں آگے، اور کیا لکھے ساحلؔ
اِس کی عقل ناقص ہے، اِس کا علم بھی کم ہے

دونوں جہاں میں افضل، سلطانِ انبیا ہیں
ختمِ نبیِ مرسل، سلطانِ انبیا ہیں

تکمیلِ ارتقا کی، توحید کے مشن کی
تاریخ اک مکمل، سلطانِ انبیا ہیں

کردار ہے منزّہ، سیرت بھی ہے مقدس
علم و عمل میں اکمل، سلطانِ انبیا ہیں

روشن ہے یہ حقیقت، قرآن کے متن کی
تفسیر اک مفصّل، سلطانِ انبیا ہیں

ملت کی فکر دن میں، شب میں خدا سے واصل
بے چین اور بے کل، سلطانِ انبیا ہیں

سیراب کر رہے ہیں، تشنہ لبوں کو پیہم
رحمت کے ایسے بادل، سلطانِ انبیا ہیں

اس کی ضیا سے لرزاں، شمعِ نفاق، ساحل
بے مثل ایسی مشعل، سلطانِ انبیا ہیں

بدل دی تقدیرِ آدمیت، کیا ہے تو نے کمال ایسا
تمام تاریخِ بزمِ عالم میں کون ہے بے مثال ایسا

تری ہی آمد سے امن وراحت کا سارے عالم میں دور آیا
وگرنہ فتنوں کا گھر تھی دنیا، یہاں تھا جنگ و جدال ایسا

یہ تیری کوشش کا ہے نتیجہ، ہنسی غلاموں کے لب پہ آئی
ترس رہے تھے سکوں کی خاطر ہوا تھا سختی سے حال ایسا

شفق کی لالی، صبا کی نرمی، چمک دمک ماہ و کہکشاں کی
یہ سب ہیں شرمندہ تیرے آگے، ہے تیرا حسن و جمال ایسا

زمانے بھر کے مفکروں نے، اِسی سے پائی رہِ ہدایت
حدیثیں تیری ہیں اتنی جامع، ہے تیرا حسنِ مقال ایسا

اسی سے ہر دورِ پُر فتن میں، ہوئی ہے توحید آشکارا
دیا ہے دنیا کو اس نے ساحلؔ، وہ مصحفِ لازوال ایسا

کیا پوچھتے ہو عظمت و شوکت رسول کی
عرشِ بریں ہے منزلِ رفعت رسول کی

دستِ سوال خالی نہ لوٹا کبھی کوئی
ہر حال میں ہویدا ہے رحمت رسول کی

ہیں پُر یقین دشمنِ جانی کے روبرو
دیکھو تو عزم و جرأت و ہمت رسول کی

وہ جنتِ نعیم کا حق دار ہو گیا
جس پر اُٹھی نگاہِ محبت رسول کی

دین خدا کے صرف، مبلغ ہیں، اس لیے
ہے لازوال عظمت و شہرت رسول کی

اس کو بجھا سکے یہ کسی کی مجال کیا
جلتی رہے گی شمعِ ہدایت رسول کی

ساحل اس آرزو میں تڑپتا ہے بار بار
آنکھوں سے اپنی دیکھ لے تربت رسول کی

انھی کی سیرتِ پاکیزہ، ہر سیرت میں اکمل ہے
وہ جن کی ذاتِ اقدس انبیا میں سب سے افضل ہے

ہوا شیطان مبہوت و ہراساں اُن کی آمد پر
پریشاں نائلہ ہے اور ہبل کعبے میں بیکل ہے

عظیم الشان طاقت تھی جہاں میں روم و ایراں کی
انھی کی سوچ نے بڑھ کر نکالا ان کا کس بل ہے

حسیں تعلیم سے اپنی جمودِ فکر کو توڑا
نئی تہذیب کی روشن انھی کے دم سے مشعل ہے

بحیرہ کی نگاہِ شوق نے دیکھا ہے یہ منظر
کہ ان کے سر پہ ہی سایہ فگن رحمت کا بادل ہے

فقط ان کے ہی بستر کے تقدس کا ہے یہ عالم
کھجوروں کی چٹائی پر فدا ہر فرشِ مخمل ہے

نہ ہو عشقِ نبی جس دل میں، وہ مسلم نہیں ہرگز
مرے مسلک میں اے ساحلؔ یہی ایمانِ مجمل ہے

تری ذات اقدس، زمانے میں ہر دم، مثالی رہی ہے، مثالی رہیگی
حدیثِ مقدس، بیاں کی جو تو نے، کمالی رہی ہے، کمالی رہیگی

گلے سے لگایا، محبت سے ان کو، جو راہوں میں تیری، بچھاتے تھے کانٹے
خدا کی قسم، یہ ادائے محبت، نرالی رہی ہے، نرالی رہیگی

منافق ہراساں، ہے مشرک پریشاں، ہے زندیق نالاں، تو کافر ہے لرزاں
فقط تیری تعلیم، ان کے لیے ہی، جلالی رہی ہے، جلالی رہیگی

غلاموں سے الفت، یتیموں سے شفقت، غریبوں سے چاہت، عدو سے محبت
یہی خوبیاں پاک سیرت کی تیری، جمالی رہی ہے، جمالی رہیگی

سبق امن و راحت کا ایسا پڑھایا، اخوت کا پیغام ایسا سنایا
جسے سن کے دنیا، ترے در پہ پیہم، سوالی رہی ہے، سوالی رہیگی

گواہی یہ دیتی، ہے تاریخِ عالم، ہو تحریکِ باطل میں کتنی ہی طاقت
مگر تیری تحریکِ اقدس کے آگے، زوالی رہی ہے، زوالی رہیگی

عقیدہ یہ ہے ساحلِ خوش بیاں کا، تری فکر سے جس کو نسبت نہیں ہے
وہ ہر فکرِ گستاخ دانشوروں کی، خیالی رہی ہے، خیالی رہیگی

عدم سے کون مصباحِ ہدایت لے کے آتا ہے
اندھیری بستیوں کا ذرہ ذرہ جگمگاتا ہے

زمانے کو سبق توحیدِ مطلق کا پڑھاتا ہے
حقیقی زندگی کے راز سے پردہ اٹھاتا ہے

جسے سنتے ہی تھرانے لگا ہر مشرک و کافر
خدائے لم یزل کا حکم وہ ایسا سناتا ہے

ستم کے تیر اپنے سینۂ اقدس پہ سہہ سہہ کر
رسوماتِ جہالت کو محبت سے مٹاتا ہے

نجاتِ دائمی حاصل ہوئی قیدِ غلامی سے
ہر اک مجبور صدیوں بعد پیہم مسکراتا ہے

نبیِ محترمؐ یہ ہے وہی، جو اپنی کوشش سے
فساداتِ مسلسل کو اخوت سے دباتا ہے

نبیؐ سے عشقِ صادق کا اثر یہ ہے کہ بس ساحل
اُسی کی سیرت و کردار کا نغمہ سناتا ہے

کیا جس نے بھی احترامِ محمد ﷺ
وہ محشر میں پائے گا جامِ محمد ﷺ

نہ آئے گا ہرگز سمجھ میں کسی کی
پرے فہم سے ہے مقامِ محمد ﷺ

بہر لمحہ مصروف، یادِ خدا میں
گزرتے تھے یوں صبح و شامِ محمد ﷺ

بجز کفر کے اور کچھ بھی نہ کاٹا
نرالی تھی سب سے حسامِ محمد ﷺ

فصیح البیاں ہوگئے محوِ حیرت
سنا جب انھوں نے کلامِ محمد ﷺ

جو ہیں مادیت کے حامل جہاں میں
ذرا دیکھ لیں وہ پیامِ محمد ﷺ

یقیناً وہ جائے گا جنت میں ساحل
ہو وردِ زباں جس کے نامِ محمد ﷺ

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاتمُ المرسلیں ....تم سا نہ کوئی
اے نبی، اے نبی
راحتُ العاشقیں..........تم سا نہ کوئی

تم ہو شافعِ روزِ محشر
محسنِ اعظم، ہادی و رہبر
گمراہوں کو راہ بتا کر رفعت پر پہنچایا
خاتمُ المرسلیں ....تم سا نہ کوئی

جہل کو تم نے علم سے بدلا
تحفۂ الفت سب کو بخشا
مفلس ہو یا میر سبھی کو ایک ہی صف میں بٹھایا
خاتمُ المرسلیں ....تم سا نہ کوئی

تیغِ یقیں سے شرک کو کاٹا
نفرت کی وادی کو پاٹا
فکر و نظر سے اپنی تم نے پلٹی سب کی کایا
خاتمُ المرسلیں ....تم سا نہ کوئی

سرورِ دین و ختمِ رسالت
مرکزِ عرفاں، چشمۂ رحمت
نورِ ہدایت سے تم نے ہی تاریکی کو مٹایا
خاتمُ المرسلیں ....تم سا نہ کوئی

خیر الانام ﷺ

ذات تری ہے صادرِ اول، ذکر ترا ہے عام ...... ہے تیرا اعلا مقام
قصرِ شریعت، بحرِ سخاوت، تو ہے خیر الانام ...... ہے تیرا اعلا مقام

ہادیِ امت، مخزنِ رحمت، محبوبِ سبحانی ہے ...... تفسیرِ قرآنی ہے
جہدِ مسلسل سے تیرے ہی پھیلا ہے اسلام ...... ہے تیرا اعلا مقام

مہرِ کرم ہے، قوسِ حیا ہے، نورِ ازل ہے تو ...... حسنِ عمل ہے تو
جامع و اکمل اور حسیں ہے، تیرا ہر پیغام ...... ہے تیرا اعلا مقام

عقلِ مجرو، منبعِ حکمت، داعیِ دینِ حق ...... چاند کیا ہے شق
سن کر حیراں، ہر انساں ہے، تیرا طرزِ کلام ...... ہے تیرا اعلا مقام

بدر و حنین، احزاب و احد میں، عزم و یقیں تیرا ...... بے حد تھا پختہ
اس کے سہارے تو نے کیا ہے، دشمن کو ناکام ...... ہے تیرا اعلا مقام

فرش پہ رہ کر، عرش سے رشتہ، قائم ہے ہر پل ...... اتنا ہے افضل
در پہ ترے ہی دستک دیتے، ہیں وحی و الہام ...... ہے تیرا اعلا مقام

ہاتھ کا تکیہ، صبر کی چادر، سادہ سا بستر ...... سب ہیں فدا جس پر
باندھ کے تیرے آگے کھڑے ہیں جن و ملک احرام ...... ہے تیرا اعلا مقام

تیری صدائے حق سے پریشاں، وڈا، ہبل، منات ...... خوف زدہ ہے لات
اک اک کر کے گر گئے سارے کعبے کے اصنام ...... ہے تیرا اعلا مقام

عشق میں تیرے، ڈوب کے ساحلؔ کہتا ہے ہر نعت ...... دیکھ اس کے جذبات
تاکہ اس کی برکت سے ہو، اس کا نیک انجام ...... ہے تیرا اعلا مقام

مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہاں

کمالِ صنعِ داوری ضیائے شمعِ خاوری
عروجِ کارِ سروری کہوں نہ کیوں میں عبقری
نہ تاج ہے نہ تخت ہے مگر بلند بخت ہے
خدا کے آپؐ راز داں
مثال آپؐ کی کہاں
مہہ و نجوم کی چمک شفق، حنا، حسیں دھنک
یہ لعلِ سرخ کی دمک گلاب و مشک کی مہک
یہ سب ہی شرمسار ہیں وہ آپؐ شاہکار ہیں
ہیں آپؐ حسنِ لامکاں
مثال آپؐ کی کہاں

عمل کی اک کتاب ہو　　　کرم کا اک سحاب ہو
مثالِ آفتاب ہو　　　یہ سچ کہ لاجواب ہو
جلایا ایسا اک دیا　　　اندھیرا پھر نہ چھا سکا

ہیں آپؐ رونقِ جہاں
مثال آپؐ کی کہاں

ہیں آپؐ مصدرِ سخا　　　سراپا پیکرِ وفا
چراغِ عزم کی ضیا　　　علومِ حق کی انتہا
رفیق مفلسوں کے ہو　　　انیس بیکسوں کے ہو

ہیں آپؐ سب پہ مہرباں
مثال آپؐ کی کہاں

پڑھایا آپؐ نے سبق　　　یقین کا ورق ورق
سبق اگرچہ تھا ادق　　　عطا کی فکر کو رمق
اسی سے شرک ڈر گیا　　　اسی سے کفر مر گیا

یہ بات سب پہ ہے عیاں
مثال آپؐ کی کہاں

التماس

آؤ نبی جی، آؤ ذرا تم، آؤ نبی جی، آؤ
عظمت اپنے دین کی پھر سے امت کو بتلاؤ...... نبی جی
آؤ نبی جی، آؤ

بھول چکی ہے امت ساری ہر اچھی تعلیم
ایک خدا کے بدلے بشر کی کرتی ہے تعظیم
دینِ حنیفی کا مطلب پھر تم اِس کو سمجھاؤ...... نبی جی
آؤ نبی جی، آؤ

عود و عنبر کے حجروں میں رہتے ہیں مکار
نامِ خدا لے کر کرتے ہیں مذہب کا بیوپار
نیک عمل کی باتیں اِن کو پھر سے تم سکھلاؤ...... نبی جی
آؤ نبی جی، آؤ

سونے سونے کچھ مکتب ہیں اور مسجد بھی سونی
لب پہ ذکرِ نامِ خدا ہے، دل ایماں سے خالی
ظلمِ مسلسل کی گردش میں ہے اُمت کی ناؤ...... نبی جی
آؤ نبی جی، آؤ

بگڑے ہوئے اعمال کے کارن، ہم سب ہیں کنگال
دنیا کے گوشے گوشے میں، مجبور و بدحال
ڈوب رہی ہے نیّا ہماری اس کو پار لگاؤ...... نبی جی
آؤ نبی جی، آؤ

بم سے یورش، ٹینک سے حملہ ہوتا ہے ہر بار
اُمت پر ہوتی ہے، تمہاری اکثر یوں یلغار
الجھے ہوئے حالات کو اپنی حکمت سے سلجھاؤ...... نبی جی
آؤ نبی جی، آؤ

دل جلتا ہے، جاں کڑھتی ہے ساحلؔ کی پیہم
اِس کے باعث آنکھ سے آنسو بہتے ہیں ہر دم
تشنہ لبی سے دم گھٹتا ہے اب تو پیاس بجھاؤ...... نبی جی
آؤ نبی جی، آؤ

حرا کی روشنی

ہوگیا روپوش مہرِ سرکشی
جب کرن پھوٹی حرا کی غار سے

عشقِ احمد ﷺ کی حقیقت کا مزہ ملتا ہے
رنگِ تاریخ میں سیرت کا مزہ ملتا ہے
نعتِ ساحلؔ میں ہے ادراک ویقیں کا جوہر
اس میں ایمان کی لذت کا مزہ ملتا ہے

وہ بھی کیا دور تھا
ذہن کا آئینہ گرد آلود تھا
روحِ انسانیت ہو چکی تھی فنا
میکشی تھی ہنر اور زنا معتبر
سر سے تہذیب کے گر چکی تھی ردا شرم و اخلاص کی
مر چکا تھا تمدن بھی تاریخ کا
اور ڈوبی ہوئی تھی رگِ ارتقا
حکمراں تھیں جہالت کی تاریکیاں فکر و ادراک پر
تھا ہر اک گام پر شرک جلوہ فگن
کفر تھا خندہ زن

وہ خدا جو کہ ہے احکم الحاکمیں

وہ جو ہے اصل میں خالقِ انس وجاں
جس نے "کن" کہہ کے عالم کو پیدا کیا
جس کے قبضے میں ہے سب کی موت وحیات
وہ جو دیتا ہے پتھر کے کیڑوں کو رزق
سارے انسان وحیواں کو رزق
چل رہا ہے ازل سے بلا مشورہ
جس کے ادنا اشارے پہ نظمِ جہاں
اس کی توحید کا اڑ رہا تھا مذاق

فکرِ انساں ہوئی اس قدر منحرف
اس نے بڑھ کر صحیفوں میں تحریف کی
وہ تغیر ہوا رب کے احکام میں
مذہبِ حق کی صورت ہوئی بدنما

اک خدا کی جگہ
ہو رہی تھی عبادت کہیں مہر کی
پوجتا تھا کوئی شوق سے چاند کو

ہو رہی تھی پرستش کہیں آگ کی
کوئی پانی کو سمجھے ہوئے تھا خدا
جہل اتنا بڑھا
فکرِ گستاخ نے ان گنت چن لیے پتھروں کے خدا
اس کا مرکز زمینِ عرب بن گئی
جس کے ہر گام پر تھا خدا ہر قبیلے کا بیٹھا ہوا
ان میں کوئی ہبل کا پرستار تھا
زلفِ عزّیٰ میں کوئی گرفتار تھا
کوئی دیوانۂ نائلہ و اساف
چومتا تھا کوئی روئے لات و منات
اس طرح ہر طرف
غلبۂ بت پرستی تھا چھایا ہوا فہم و ادراک پر
ہو رہی تھی پرستش خدا کی جگہ بت کی شکلوں میں انسان کی
انتہا یہ کہ ان کی خوشی کے لئے
جشنِ عیش و مسرت کا تھا اہتمام
اور اس جشن میں

تھا رسومِ جہالت کا اک اژدحام
تھی عقیدت کی یہ انتہا
عاجزی، انکساری کے ساتھ
ان بتوں کے مقابل تھا ننگا کھڑا ہر کوئی
تالیوں کی ندا، سیٹیوں کی صدا اس پہ تھی مستزاد

حد سے جب بڑھ گئیں شرک و سرمستیاں
جہل و عیاریاں، کفر و مکاریاں
ایسے ماحول میں غیرتِ حق کو حرکت ہوئی دفعتاً
اس نے بھیجا زمیں پر وہ آخر نبی
جس کی تخلیق تھی باعثِ کن فکاں، ماورائے گماں
یعنی وہ داعیِ حق جو دراصل تھا
مقبلِ مقبلاں، سرورِ عرشیاں، ہادیِ انس و جاں
مرسلِ مرسلاں، مونسِ بیکساں، پیشوائے زماں
شاہدِ ذوالمنن، فخرِ وشانِ زمن، ابرِ فیض و کرم، آفتابِ ہمہ
ابتدا انتہا، بحرِ جود و سخا، شمعِ حق کی ضیا

قدم کس نے رکھا فرشِ زمیں پر
ادب سے جھک گئے محراب و منبر
ملائک گا رہے ہیں نعتیہ گیت
کھلے جبریل کے خوشیوں میں شہپر
ہوا خوشبو سے یوں ہے مست و بیخود
زمیں کا گوشہ گوشہ ہے معطّر
نسیم صبح گزری ہے جدھر سے
چھڑکتی جا رہی ہے مشک و عنبر
یہ کیسی روشنی پھیلی جہاں میں
ہے شرمندہ ضیائے ماہ و اختر
حیا و شرم سے ہے پانی پانی
فلک پر روئے خورشیدِ منور

وہ نورِ معرفت پھیلا ہے ہر سُو
ہے روشن ذرّہ ذرّہ مثلِ گوہر
ہر اک جانب مسلسل آ رہی ہے
صدائے نعرۂ اللہ اکبر
صدا سن کر ہبل گھبرا رہا ہے
لرزتے ہیں سبھی اَصنام آزر
کیا آتش کدے کو سرد اپنے
اٹھا وہ اہرمن میں شورِ محشر
ہوا دریائے ساوہ خشک مطلق
تحیّر میں ہیں کسریٰ کے ثنا گر
گری غش کھا کے شانِ روم و یوناں
ہوئے معذور ایراں کے دلاور
ہر اک فتنہ ہے پوشیدہ جہاں کا
پہن لی جہل نے رحمت کی چادر
جدھر دیکھو فضا میں اڑ رہے ہیں
سکوں سے امنِ عالم کے کبوتر

یتیم و بیکس و مفلس ہیں شاداں
تبسّم ہے غلاموں کے لبوں پر
اخوت کی ہوائیں چل رہی ہیں
مقیّد ہوگئے گھر میں ستم گر
ہیں مستی میں جمادات و نباتات
درودِ پاک ہے اُن کی زباں پر
یہ کس کی آمدِ اقدس ہے جس سے
ہوا ہے آمنہ کا گھر منوّر
ندا آئی یہ ہے ذاتِ محمد ﷺ
نبیِ آخری، حق کے پیمبر
یہی ہیں پاسبانِ شمعِ توحید
کہو ظلمت سے باندھے اپنا بستر

دل میں شرک کے خلش — لمحہ لمحہ پُرکشش
نور نور آسماں — پُرحسیں جہات شش
سرد سرد ہوگئی — ریگزار کی تپش
داعیِ اللہ کی — ہو رہی ہے پرورش

خوش ہیں سارے دیدہ ور — طیش میں ہیں کم نظر
وجد میں زمین ہے — رقص میں شجر حجر
جس طرف بھی دیکھئے — ہنس رہی ہے رہ گزر
مرکزِ جمال ہے — اے حلیمہ تیرا گھر

وقت ہے رواں دواں — ہوگیا ہے اب جواں
اوڑھ کر ردائے قدس — دینِ حق کا پاسباں

سچ کا جو ثبوت دیں　　مل رہے ہیں وہ نشاں
دامنِ جیاد میں　　چر رہی ہیں بکریاں
تھم گیا یہ سوچ کے　　بے مثال گلّہ باں
کون اس جہان کا　　اصل میں ہے پاسباں
کس کے حکم کے مطیع　　ہیں زمین و آسماں
اور کس کے حکم سے　　بہہ رہی ہیں ندّیاں
بحرِ بے کنار میں　　چل رہی ہیں کشتیاں
ہو رہی ہیں بارشیں　　چھا رہی ہیں بدلیاں
آسماں کے فرش پر　　ہنس رہی ہے کہکشاں
مہرومہ سَفر میں ہیں　　روز و شب کے درمیاں
کس کے حکمِ خاص سے　　اُگ رہی ہیں کھیتیاں
سوچ کا یہ سلسلہ　　ہے یقینِ جاوداں

سوچ کا ہے یہ عمل
عادتِ پیمبراں

تلاش و جستجوئے علمِ حق حرا میں لے گئی
وہاں بھی سوچتے رہے
سوال در سوال روز خود سے پوچھتے رہے
گزر رہے تھے روز و شب اسی خیال و فکر میں
کہ ایک دن حرا کی غار دفعتاً چمک اٹھی
پھر ان کی چشمِ خوف نے ہیولا دیکھا نور کا
بدن میں اس کو دیکھتے ہی کپکپی سی چھٹ گئی
حواس باختہ ہوئے، بہت ہی مضطرب ہوئے
ہیولا نور کا تھا اصل میں فرشتۂ خدا
جو کہہ رہا تھا: ''پڑھ''
جواب اس کو یہ دیا:
''پڑھا لکھا نہیں ہوں میں''

لگا کے اپنے سینے سے دبایا اس نے زور سے
کہا کہ ''پڑھ''
جواب پھر وہی دیا:
''پڑھا لکھا نہیں ہوں میں''
تو اس نے اب کے بار سینے سے لگا کے بھینچا اور زور سے کہا کہ:
''اپنے رب کا نام لے کے پڑھ
کیا ہے جس نے پیدا انس کو
کیا لہو کے لوتھڑے سے پیدا جس نے انس کو
پڑھ کہ تیرا رب بڑا کریم ہے
عطا کیا ہے جس نے علم بالقلم
پھر آدمی کو بخشے علم وہ، جنہیں وہ جانتا تھا''
اسی کے ساتھ آپ نے تمام آیتیں پڑھیں
ملی یقیں کی روشنی
تھمی جو وحی تو تمام جسم کانپتا رہا
کہ واقعہ عجیب تھا
لرز رہا تھا سارا جسم خوف و اضطراب سے

جبین تھی عرق عرق

ہوا یہ حال قلب کا نہ رک سکے "حرا" میں وہ

قدم بڑھا کے تیز تیز اپنے گھر میں آ گئے اور بیوی سے کہا:

"خدیجہ ڈھانپ لو مجھے

خدیجہ ڈھانپ لو مجھے

لحاف میں لپیٹو مجھ کو جلد ڈھانپ لو مجھے

مرے بدن پہ چھڑکو ٹھنڈا پانی جتنا ہو سکے"

خدیجہ نے یہی کیا

ہراس و خوف کا اثر خفیف دل سے جب ہوا تو سارا ماجرا کہا

اور اس کے ساتھ یہ کہا:

"خدیجہ مجھ کو اپنی جان جانے کا بھی ہے خطر"

خدیجہ نے تسلّی دی

اور "ابنِ عم" کے پاس اپنے ساتھ ان کو لے گئیں

سنی جو داستان "ورقہ" نے تو برملا کہا:

"یقیناً آپ ہیں نبی

وہ شخص جس کو دیکھا ہے وہ تھا فرشتۂ خدا

اگر میں زندہ رہ گیا
تمہاری ہر طرح سے میں مدد کروں گا شوق سے''

ہراس وخوف چھا چکا تھا اس قدر مزاج پر
کہ اس کے بعد گھر میں ہی مقیم آپؐ ہو گئے
حرا کو بھول سے گئے
مگر نہ پیچھا چھٹ سکا
ملک نے پھر یہ دی صدا:
''لحاف میں لپٹ کے سونے والے اٹھ سُنا دے ڈر
بڑائی کر بیان اپنے ربِّ ذوالجلال کی
لباس اپنے پاک رکھ، بتوں سے دور دور رہ
کسی کو اس لیے نہ دے کہ زیادہ منفعت ملے
خدا کی راہ میں ہر ایک غم خوشی سے جھیل لے''
اسی کے ساتھ آپؐ کو
رسول کا شرف ملا
نزولِ وحی کا تمام عمر سلسلہ رہا

رسالت کا شرف ملتے ہی اس انسانِ کاملؐ نے
خموشی، سادگی، سنجیدگی، حسنِ متانت سے
دی سب سے پہلے گھر والوں کو دعوت دینِ فطرت کی
خدا کا شکر بیعت سب سے پہلے کی خدیجہؓ نے
پھر ان کے بعد
علیؓ و زیدؓ اور صدیقِ اکبرؓ نے پڑھا کلمہ صداقت کا
دی دعوت دین کی صدیقؓ نے جب دوستوں کو
تو ان کی کوششوں سے
زبیرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، ابن عوفؓ اور سعدؓ نے خم کی
جبیں اپنی خدائے واحد و قہار کے آگے
پھر اس کے دائرے میں اور کچھ وسعت ہوئی پیدا
عبیدہؓ، ارقمؓ و خبابؓ اور عثمانؓ بن مظعون

صہیبؓ، عمارؓو بن جراحؓ، سعیدؓ، عبداللہ بن مسعودؓ
ہوئے اسلام میں داخل
یہ چھوٹی سی جماعت بن گئی توحید کی داعی
مگر دعوت کا تھا انداز مخفی حق پرستوں کا
وہ چھپ چھپ کر خدا کے دین کی تبلیغ کرتے تھے
خموشی سے عبادت وہ خدا کی روز کرتے تھے
اسی عالم میں گزرے تین سال
پھر آیا حکمِ ربانی:
''ملا جو کچھ بھی ہے من جانبِ اللہ سنا دو تم
ڈرو مت مشرکوں سے برملا ان کو بتا دو تم''

تو اس کے بعد چوٹی پر صفا کی ایک دن آئے
اسی چوٹی سے یوں نعرہ لگایا ''یا صباحاہ'' کا
کہ نعرہ سن کے خلقت دوڑتی کوہِ صفا آئی
اور ان کے روبرو
کیا اعلانِ حق انسانِ کاملؐ نے، کہا پہلے:

''اگر میں یہ کہوں تم سے کہ اس کہسار کے پیچھے
چھپی ہے دشمنوں کی فوج تم پر وار کرنے کو
تو کیا تم مان جاؤ گے''
کہا سب نے یہ:
''بیشک مان جائیں گے
کہ صادق اور امیں ہو تم''
کہا پھر برملا ان سے:
''ہبل بے جان پتھر ہے
نہ پوجو تم یغوث ولات وعزّیٰ کو
خدائے واحد وقہار پر ایمان لے آؤ
اسی کے سامنے اپنا جھکاؤ سر
وگرنہ آئے گا تم پر عذابِ سخت اک ایسا
بچا پائیں گے یہ پتھر نہ تم کو اس کے پنجے سے''

سنی جب یہ صدا سب نے
تو مجمع ہو گیا گُم سُم

مگر بولہب سن کر جل گیا اس دعوتِ حق کو
کہا اس نے کہ تو برباد ہو جا
سنانے کے لیے
یہی پیغام کیا ہم کو بلایا تھا؟

خدا نے دوسری لیکن بشارت دی:
"کہ ٹوٹیں بولہب کے ہاتھ ہو جائے وہ خود غارت
نہ کام آئے گا اس کا مال اس کو
جلایا جائے گا اس کو دہکتی آگ میں جلدی
اٹھائے گی خود اس کی بیوی اپنے سر پہ ایندھن
پڑی ہو گی گلے میں اس کے رسّی مونجھ کی اک دن"

زبان تاریخ کہہ رہی ہے
وہ دیکھو مکّہ کے کونے کونے سے حق کی آواز آرہی ہے
ہر ایک دن لا رہا ہے اک انقلابِ تازہ
یہ دیکھ کر مشرکینِ مکہ مخالف پر اتر گئے ہیں
وہ اپنے سارے نفاق بالائے طاق رکھ کر
نیا محاذ اک بنا رہے ہیں

زبانِ تاریخ کہہ رہی ہے
وہ دیکھو صحنِ حرم میں جلسہ ہے مشرکوں کا
وہ گفتگو کر رہے ہیں باہم:
''جو شخص دشمن بنا ہوا ہے ہمارے دیں کا
وہ یا تو کاہن ہے، یا تو ساحر ہے، یا ہے پاگل

ہے اس کے سر پہ جنوں کا سایہ
وہ وحی والہام کہہ رہا ہے جنوں کو اپنے
بتوں سے ہم کیسے رشتہ توڑیں
شراب سے کیسے منہ کو موڑیں
یہیں پہ مرنا ہے اور جینا یہیں ہے سب کو
غلط ہے مرنے کے بعد اعمالِ بد کے بدلے ملے گی دوزخ
ملے گی جنت خدائے واحد کی بندگی میں
یہی تو دنیا ہے اصل جنت
پیو، کرو عیش، لات وعزّیٰ، ہبل کے سائے میں بے تکلف
کہ لات وعزّیٰ، ہبل کی باتوں کو مانتا ہے خدائے مطلق۔''

زبانِ تاریخ کہہ رہی ہے
وہ دیکھو گھر میں شفیق اور محترم چچا کے
لیے شکایت کا ایک دفتر
گئے ہیں سب مشرکینِ مکّہ
وہ ان کو دھمکی بھی دے رہے ہیں

شفیق اور محترم چچا، محترم چچا بھتیجے سے کہہ رہا ہے:

”نہ ڈالو تم اتنا بوجھ مجھ پر، اٹھا سکوں جس کو میں نہ ہرگز“

یقیں کی دنیا میں رہنے والا یہ کہہ رہا ہے:

”قسم خدا کی اگر وہ شمس و قمر کو ہاتھوں میں لا کے رکھ دیں

تو میں نہ چھوڑوں گا اس مشن کو“

زبانِ تاریخ کہہ رہی ہے

وہ دیکھو اب مشرکینِ مکہ رہِ ستم پر اتر گئے ہیں

بلالؓ کو دوپہر میں تپتی زمیں پہ لا کر لٹا رہے ہیں

اور ان کے سینے پہ رکھ رہے ہیں وہ بھاری پتھر

وہ دیکھو عمار ابن یاسرؓ کا پورا کنبہ

ستم کی آتش میں جل رہا ہے

اذیتیں دے رہے ہیں مصعبؓ کو قید میں

ان کے اہلِ خانہ

وہ دیکھو عثمانؓ ابن عفان سہہ رہے ہیں حکم کی سختی

خوشی سے عثمانؓ ابن مظعون آنکھ اپنی گنوا رہے ہیں

قریش خباب کو پکڑ کر جلا رہے ہیں

زبانِ تاریخ کہہ رہی ہے
وہ دیکھو راہِ رسول ﷺ میں بولہب کی بیوی
غلاظت اور گندگی بچھاتی ہے روز لا کر
رسولِ اکرام ﷺ حرم میں مصروفِ بندگی ہیں
وہ دیکھو عقبہ رسول ﷺ کی گردنِ مبارک میں ڈال کر
پھندۂ جہالت گھسیٹتا ہے
حضور ﷺ گھٹنوں کے بل گرے ہیں
مدافعت کی ابوبکرؓ نے
تو ان پہ غصہ اتر رہا ہے
حرم میں سجدے کی کیفیت میں
رسول ﷺ کی پشتِ نازنیں پر
وہ دیکھو عقبہ معیط اک اونٹ کی گراں اوجھ رکھ رہا ہے

زبانِ تاریخ کہہ رہی ہے

وہ دیکھو نکلا رسول ﷺ کی معتبر زباں سے جو حرفِ صادق
اڑا رہے ہیں قریشِ مکہ مذاق اس کا
وہ گالیاں دے رہے ہیں پیہم
وہ سیٹیاں بھی بجا رہے ہیں
رہِ حقیقت میں خار ظالم بچھا رہے ہیں
کبھی وہ سنگِ ستم سے کرتے ہیں جسمِ اطہر کو ان کے زخمی
مگر صداقت کے لب پہ جاری یہی دعا ہے:
''الٰہی ان کی خطائیں ساری معاف کر دے
انھیں عطا کر تو فہم و دانش کا درِ روشن، خرد کی دولت''

اس اندھیرے میں حکم قدرت سے
ہر نفس روشنی بکھرتی رہی
روز اک تازہ آیتِ روشن
سچ کی تائید میں اترتی رہی

اہلِ مکّہ مگر تھے وہ وحشی
جن کا دل مرکزِ جہالت تھا
سچ کو تسلیم کیسے کر لیتے
ان کا شیوہ فقط شرارت تھا

وہ صداقت کو کیسے سن لیتے
کان رکھتے ہوئے بھی بہرے تھے
اور حقائق کو مانتے کیوں کر
اصل میں عقل کے وہ اندھے تھے

اہلِ حق کے لئے وہ کرتے رہے
روز مشقِ ستم نئی ایجاد
تا کہ توحید کی عمارت کی
رکھ نہ پائیں زمیں پہ وہ بنیاد

ظلم کی جب ہوئی فراوانی
جب ستم حد سے بڑھ گیا آگے
تو ملا حکمِ ہجرتِ یثرب
اہلِ ایماں کو عرشِ اعظم سے

حکم ملتے ہی داعیِ حق نے
اس کا چپکے سے اہتمام کیا
کر کے رخصت تمام ساتھی کو
اپنی ہجرت کا انتظام کیا

نکلا تاریک شب میں وہ گھر سے
اپنی مٹھی میں مٹی کچھ لے کر
پھینکی دشمن کی سمت وہ مٹی
''سورہ یٰسین'' اس پہ دم دے کر

اس طرح صاف داعیِ توحید
حلقۂ شرک توڑ کر نکلا
لے کے صدیقؓ کو خموشی سے
شاہراہِ یمن پہ آ پہنچا

مصلحت غارِ ثور لے آئی
تین دن تک وہیں رہے روپوش
گلّہ بانی کی آڑ میں عامرؓ
لاتے اشیا برائے خورد و نوش

جب محمد ﷺ نہ مل سکے تو قریش
ہوگئے اپنے آپ سے باہر
تیغ زن ہر طرف روانہ کیے
ان کو انعام کا سبو دے کر

کر رہے تھے تلاش وہ اس کو
تھا خدا جس کا حامی و ناصر
نوجواں ثور تک جوں ہی آئے
دفعتاً معجزہ ہوا ظاہر

غار کے منہ پہ حکمِ قدرت سے
ایک مکڑی نے بُن دیا جالا
اور وحشی کبوتروں نے بھی
آشیانہ بنا لیا اپنا

جب نظر آئے مشرکوں کے قدم
تو پریشاں ''رفیقِ غار'' ہوا
دیکھ کر یہ رسولِ حق نے کہا
غم نہ کر ساتھ ہے ہمارے خدا

بس وہی ہے محرکِ ہجرت
بس وہی مدّعا ہمارا ہے
ہم نہیں دو کہ تیسرا ہے خدا
وہ خدا رہنما ہمارا ہے

دیکھ کر غارِ ثور کی حالت
کھا گئے دھوکا مردمانِ قریش
آتشِ شرک میں بذاتِ خود
راکھ جل کر ہوا گمانِ قریش

جب محمد ﷺ نہ مل سکے تو قریش
ہو گئے اپنے آپ سے باہر
تیغ زن ہر طرف روانہ کیے
ان کو انعام کا سبو دے کر

کر رہے تھے تلاش وہ اس کو
تھا خدا جس کا حامی و ناصر
نوجواں ثور تک جوں ہی آئے
دفعتاً معجزہ ہوا ظاہر

غار کے منہ پہ حکمِ قدرت سے
ایک مکڑی نے بُن دیا جالا
اور وحشی کبوتروں نے بھی
آشیانہ بنا لیا اپنا

جب نظر آئے مشرکوں کے قدم
تو پریشاں ''رفیقِ غار'' ہوا
دیکھ کر یہ رسولِ حق نے کہا
غم نہ کر ساتھ ہے ہمارے خدا

بس وہی ہے محرکِ ہجرت
بس وہی مدّعا ہمارا ہے
ہم نہیں دو کہ تیسرا ہے خدا
وہ خدا رہنما ہمارا ہے

دیکھ کر غارِ ثور کی حالت
کھا گئے دھوکا مردمانِ قریش
آتشِ شرک میں بذاتِ خود
راکھ جل کر ہوا گمانِ قریش

ہوا یثرب میں جب داخل
کمالِ ''بیعتِ عقبہ''
نمایاں ذرّے ذرّے سے
رَسُول اللہ نے دیکھا
نظر جس سمت جاتی تھی
ہجومِ عاشقاں پایا
گزرگاہوں، مکانوں سے
وہ شورِ مرحبا گونجا
کہ اس آوازِ پیہم سے
وجودِ شرک تھرّایا
چمکتا تھا مسرّت سے
ہر اک انصار کا چہرہ

آواز دی قریش نے لوگو چلو بڑھو
توحیدِ حق یہ فتنۂ محشر جگائے گی
لازم یہی ہے اس کا مٹادیں وجود ہم
ورنہ وجودِ شرک یہ آندھی مٹائے گی

یہ سن کے مشرکین بڑھے بدر کی طرف
تاکہ بجھا دیں دہر سے شمعِ یقین کو
پائی خبر تو داعیِ حق گامزن ہوا
یثرب سے خود بچانے چراغِ متین کو

اک سمت اک ہزار کا لشکر اور اس کے ساتھ
سامانِ انبساط و سرورِ مےِ حرام
اور دوسری طرف تھے فقط تین سو نفوس
جن کا اثاثہ یہ کہ تھا لب پر خدا کا نام

اور ان کی بچّیاں خوش تھیں
یہ ان کے لب پہ تھا نغمہ
"وداع کی آج گھاٹی سے
وہ دیکھو چاند ہے نکلا
ہے واجب شکر ہم سب پر
اٹھا دستِ دعا اپنا
اطاعت جس کی لازم ہے
ہمارے درمیاں آیا"

رسولِ حق کی آمد سے نیا اک انقلاب آیا
مدینے میں ہوا تبدیل یثرب، نورِ حق چھایا
جو پھیلا نورِ حق ایمان کی شمعِ منور سے
ہوئے انسان واقف نیک و بد سے خیراور شر سے
چھٹی گردِ جہالت قصر و ایوانِ رعونت سے
مصفا روحِ انسانی ہوئی شرک و خباثت سے
یقیں کا نور چمکا، روشنی ایمان کی آئی
خوشا دم توڑتی انسانیت نے زندگی پائی
کچھ اس انداز سے بارانِ رحمت اس جگہ برسا
مسلسل جنگ کا پُر ہول شعلہ ہوگیا ٹھنڈا
مساوات و محبت کی نسیمِ جاں فزا آئی
کئی برسوں کے دشمن بن گئے آپس میں اب بھائی

ہوا پیماں اخوت کا سب انصار و مہاجر میں
حسد کی آگ بھڑکی دیکھ کے یہ قلبِ فاجر میں
مدینہ بن گیا تبلیغِ دینِ حق کا وہ محور
اٹھا جو بھی یہاں سے جگمگایا کہکشاں بن کر
ہوئی تعمیر مسجد حق کے آگے سر جھکانے کو
خدا کے دین کے احکام منبر سے سنانے کو
ہوا پھر حکم نازل عرش سے تحویلِ قبلہ کا
بجائے اقصیٰ کعبہ کی طرف لوگوں نے رخ پھیرا
خدا کا عشق جب دل میں ہر اک کے ہو گیا کامل
تو احکامِ صیام آیات کی صورت ہوئے نازل
یہاں ناقوس، گھنٹہ، بوق، مشعل کے عوض گونجا
بلالی سوز میں اللہ اکبر کا جواں نعرا
یہ نعرہ وادیِ مکہ کی چٹانوں سے ٹکرایا
تو اہلِ مکہ نے توحیدِ حق پر کر دیا حملہ

آواز دی قریش نے لوگو چلو بڑھو
توحیدِ حق یہ فتنۂ محشر جگائے گی
لازم یہی ہے اس کا مٹادیں وجود ہم
ورنہ وجودِ شرک یہ آندھی مٹائے گی

یہ سن کے مشرکین بڑھے بدر کی طرف
تا کہ بجھا دیں دہر سے شمعِ یقین کو
پائی خبر تو داعیِ حق گامزن ہوا
یثرب سے خود بچانے چراغِ متین کو

اک سمت اک ہزار کا لشکر اور اس کے ساتھ
سامانِ انبساط و سرورِ مے حرام
اور دوسری طرف تھے فقط تین سو نفوس
جن کا اثاثہ یہ کہ تھا لب پر خدا کا نام

اس اضطرابیت کو یوں حاصل ہوا قرار
آنکھیں سوادِ خواب سے معمور ہوگئیں
پھر آئی آسماں سے بشارت نوید کی
سب الجھنیں دماغ کی کافور ہوگئیں

خوش خوش مثال تیر کی نکلا عریش سے
اک جذبۂ یقیں تھا رسولِ کریم ﷺ میں
کی عرض دشمنوں کا کرے گا جو سامنا
بیشک جگہ وہ پائے گا باغِ نعیم میں

یہ سن کے آگ جنگ کی فوراً بھڑک اٹھی
ایسے میں سنگریزے اٹھا کر خدا شعار
دشمن کی سمت پھینک کے بولا: ”اے ابتری!
ان منکرینِ حق و صداقت کا کر شکار“

اترے فرشتے حکمِ الٰہی سے صف بہ صف
اک سیلِ نور بڑھنے لگا اس زمین میں
ایسی لگائی ضرب کہ گم ہوش ہوگئے
خوف و ہراس پھیل گیا مشرکین میں

بھولے قریش سارے کمالاتِ فنِ حرب
ہمت ،یقین ، جوش ، محبت کو دیکھ کر
پھیلا کچھ اس طرح سے یہ سیلاب نور کا
ڈوبے تمام اس میں جہالت کے تاجور

یومِ الفرقان

بدر کا میدان

بن گیا توحید و شرک

جھوٹ اور سچ کا حسیں میزان

حق و باطل کے لیے پہچان

کھل گیا دروازۂ فتح و ظفر سچ کے لیے

رہ گئی شرک و جہالت دم بخود

دیکھ کر حسنِ یقیں، شوقِ جہاد

جذبۂ ایماں، خلوصِ بے مثال

عزم و ہمت کا کمال

آندھیاں آئیں احد تک شرک کی

کفر کا حملہ ہوا احزاب تک
پھر بھی جلتی ہی رہی شمعِ یقیں
جگمگاتی ہی رہی شمع خلوص
مسکراتی ہی رہی شمعِ وفا
اور کفر و شرک کا سارا نظام
خود ہی اپنی آندھیوں میں کھو گیا
برقِ نورانی میں حق کی جل گیا
مٹ گیا اس کا وجود

داعیِ حق

دس ہزار افواجِ اسلامی کے ساتھ
چل پڑا چپ چاپ
شرک کے لاشے سے کرنے کعبۂ اقدس کو صاف

دیکھ کر ایمان کا جوش و خروش
صف بہ صف توحید کی فوجِ عظیم
مشرکیں نے کھو دیے ہوش و حواس
فتح کا انداز ہے رحمت لیے
نعرۂ لبیک ہے وردِ زباں
لا الٰہ کی ضربِ سطحِ قلب پر
لب پہ الا اللہ کا ذکرِ جمیل

اہلِ مکّہ نے سُنی جب یہ صدا
ہو گئے اوسان تک ان کے خطا
کچھ ہوئے روپوش بیت اللہ میں
کچھ مقیّد اپنے گھر میں ہو گئے
اور ابو سفیاں نے دی کچھ کو پناہ

پھر صدا گونجی فضائے شرک میں
کفر کی بستی میں گونجی یہ ندا:
"آج ہو گی بارشِ رحمت یہاں
اور خدائے واحد و یکتا صفات
آج کے دن دہر میں چمکائے گا
عظمتِ کعبہ و توقیرِ قریش"

امن کے ماحول میں
قتل و غارت کے بغیر
ہو گیا داخل حرم میں وہ رسول ﷺ

دعوتِ توحید تھی جس کا مشن
کر کے کعبہ کو بتوں سے پاک وصاف
جھک گیا واحد خدا کے سامنے
وحی نازل ہوگئی یہ دیکھ کر:
''آ گیا حق اور باطل مٹ گیا
کیوں کہ باطل مٹنے والی چیز تھی''

جب ہوا فارغ بتوں کو توڑ کر
بابِ کعبہ تھام کر کہنے لگا:
''اک خدا کے ماسوا مطلق نہیں کوئی خدا
وہ خدا جس کا نہیں کوئی شریک
اس نے اپنا وعدہ سچا کر دیا
یاد رکھو
''سب مفاخر اور سارے انتقام وخوں بہا
ہیں مرے قدموں تلے
اے قریش!

اب جہالت کا غرور
اور نسب کا افتخار
ان سبھوں کو روند ڈالا ہے خدا نے آج
نسلِ آدم ہی سے ہیں انساں تمام
جن کی ہے بنیاد خاک''
اور اس کے بعد پھر
نرم لہجے میں کیا یہ اہلِ مکّہ سے خطاب:
''آج تم سب پر نہیں الزام کچھ
جاؤ تم آزاد ہو''
اس طرح
بدتریں دشمن کو اپنے کر دیا دل سے معاف

آیا جب وقتِ نماز
دی بلالِ خوش نوا نے سقفِ کعبہ سے اذاں
نعرۂ توحید سے پھیلا جہاں میں ارتعاش
آ گیا بزمِ جہاں میں انقلاب

مصفّا ہوگیا جب دل

غبارِ شرک اور گردِ جہالت سے

اجالا چھا گیا جب ہر طرف توحید کی شمعِ فروزاں کا

مشیّت ہوگئی تکمیل جب رب کی

تو اس کے حکم سے

ادا کرنے چلا...... "حج الوداع"

غرض یہ تھی پرستارانِ حق کو

مناسک حج کے سمجھائیں

کریں ان کو نصیحت آخری اپنی

روانہ جب مدینے سے ہوا تو ایک لاکھ انسان تھے ہمراہ اس کے

لبوں پر جن کے تھے کلماتِ تلبیہ (لبیک اللھم لبیک)

پہنچ کر صحنِ اطہر میں کیا پہلے طوافِ کعبۂ اقدس
لگائے سات چکر...... تین جلدی، چار آہستہ
پھر اس کے بعد
چڑھا کوہِ صفا پر
''سعی'' مروہ صفا کے درمیاں کی
اسی انداز سے تلبیہہ کہتے
نہم ذوالحجہ کو عرفات آیا
دیا یوں ناقۂ قصوا سے خطبہ:
''اے لوگو!
میں جو کہتا ہوں اسے تم غور سے سن لو
مبادا سالِ آئندہ
یہاں تم سے نہ مل پاؤں

''سنو لوگو!
قیامت تک کیا ہے مال و زر آپس میں تم سب کا
خدا نے ہی حرام

تمہارے پاس اگر کوئی امانت ہو تو لوٹا دو
ہے سارا سود باطل
مگر بس یہ کہ راس ُالمال ہی ہے حق تمہارا
کرو تم ظلم مت مطلق کسی پر
نشانہ مت بنو ظلم و ستم کا
یہی ہے فیصلہ رب کا کہ سارا سود باطل ہے''

''اے لوگو!
بہت مایوس ہوگا دیکھ کر شیطان یہ حالت
کہ اس کی اس زمیں پر اب قیامت تک کبھی ہوگی نہ پوجا
مگر اس کے علاوہ دوسری باتوں میں اس کی پیروی ہوگی
تو وہ اس سے بھی خوش ہوگا
پس اپنے دین کے بارے میں اس سے باخبر رہنا''

''اے لوگو!
تمہاری بیویوں پر ہے تمہارا حق

اوران کا بھی ہے تم پر حق
اسے تم دھیان میں رکھنا

''اے لوگو!
گرہ میں بات یہ مضبوط کس لو
تمہیں وہ شے میں دے کر جا رہا ہوں
اگر پکڑے رہے مضبوط اس کو
کبھی گمراہ نہ ہوگے یقیناً تم
کھلی اور صاف شے یعنی ''کتاب اللہ''
کھلی اور صاف شے یعنی ''مری سنّت''

''اے لوگو!
سنو سمجھو مری باتیں کہ ہیں سارے مسلماں بھائی آپس میں
ہیں جتنے بھی مسلماں اصل میں ہیں ایک امّت
نہیں ہے کوئی شے تک بھی حلال اک آدمی کے واسطے اک آدمی کی
بجز اس کے کہ جو وہ دل سے دے دے

پس اپنے آپ پر مت ظلم ڈھاؤ''

''اے لوگو!

غلاموں پر ترس کھاؤ

جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ تم

جو خود پہنو وہی پہناؤ ان کو''

اے لوگو!

سنو کہ رب تمہارا ایک ہی ہے

نہ عربی کو ہے عجمی پر فضیلت

نہ عجمی کو ہے عربی پر فضیلت

نہ کالے کو ہے گورے پر فضیلت

نہ گورے کو ہے کالے پر فضیلت

فقط تقویٰ ہے معیارِ فضیلت

''اے لوگو!

بس اک اللہ کے آگے جھکاؤ سر
پڑھو دل سے نمازِ پنج گانہ
رکھو رمضان کے روزے
کرو احکام کی میرے اطاعت
ملے گی اس کے بدلے
خدا کی جنت الفردوس تم کو"

"اے لوگو
تم گواہ رہنا
خداوندا گواہ رہنا
مرے ذمّے جو تھا وہ فرض پورا کر دیا میں نے"

ہوا جب ختم یہ خطبہ
کھلی نطقِ نبوت یوں:
"یہاں جو لوگ حاضر ہیں
یہی باتیں وہ ان کو بھی بتا دیں

جو یہاں حاضر نہیں ہیں''

مقامِ صخرات آیا تو اتری آیتِ تکمیلِ دیں
ہر اک شے رقص میں آئی زمین و آسماں کی
''مکمل کر دیا ہم نے تمہارا دیں
اور اپنی نعمتیں کر دیں مکمل آج تم پر
تمہارے واسطے ہم نے کیا ہے منتخب اسلام ہی دیں''

صحابہ نے سنی جوں ہی خبر تکمیلِ دیں کی
تو روحانی مسرت کا سماں ہر سمت چھایا
ہر اک چہرہ مسرت سے دمکتا تھا
مگر اک شخص تھا مغموم بے حد
سبب یہ تھا کہ اس آیت کا وہ ادراک رکھتا تھا
قریبی ساتھیوں پہ رو کے اس کا راز یوں کھولا
خبر بھی ہے تمہیں اب داعیِ حق جانے والا ہے

جب آیا وقتِ آخر
تو نکلے نطقِ ہادی سے وہ جملے مثلِ گوہر
جو خط اک امتیازی کھینچتے ہیں عبد اور معبود کے بیچ:
''دہک اٹھی ہے آتش
اندھیری رات کے مانند
نئے فتنے اُمڈتے آرہے ہیں
قسم اللہ کی
بجز فرمان کے میرے تمسّک تم نہ کرنا اور شے سے
قسم اللہ کی اس پر بھی کھاتا ہوں
کہ جو کچھ بھی کیا میں نے حلال
وہ قرآں کے مطابق ہی کیا ہے
بتایا جس کو قرآں نے حرام

حرام اس شے کو میں نے بھی کہا ہے
ہے ایسی قوم پر لعنت خدا کی
بنا لیتی ہے جو مرکز عبادت کا قبورِ انبیا کو'

خلاصہ ہے یہی تعلیم کا اس کی خدا کا جو نبیِ آخری تھا
اِسی کے واسطے جھیلیں ستم کی سختیاں اس نے
اسی کے واسطے سنگِ ملامت جسم پر کھائے
کیا برداشت ہجرت کی صعوبت کو
جفا و ظلم کے ہر تیز نشتر کو دعا دے کر

وہ ختم المرسلیں، وہ محورِ تقویٰ
تھا چہرے پر یقیں کا نور جس کے
لہو کے قطرے قطرے میں تھی ایماں کی حرارت
خود اپنے عزم و ہمت کے سہارے
چراغِ معرفت کو تھام کے بڑھتا رہا آگے
شقاوت سے بھری پُر خار راہوں پر

لیے ایمان کی دولت
زباں پر نعرۂ اللہ اکبر

یہ مقصد تھا کہ دنیا سے
جہالت، شرک کی تاریکیاں معدوم ہو جائیں
خدا کو لوگ پہچانیں
گزاریں زندگی اپنی سکون و عافیت سے
اسی کے سایۂ احکام کے نیچے

ہوا دنیا سے جب رخصت
فضا کو چیر کر آواز یہ آئی:
''جو کرتے ہیں محمد ﷺ کی عبادت
انھیں معلوم ہو وہ جا چکے ہیں
مگر کرتے ہیں جو رب کی عبادت
وہ رب زندہ ہے اس پر موت وارد ہو نہیں سکتی''
ان احساسات کی وحیِ خدا تصدیق کرتی ہے:

''محمد ﷺ (ابن عبداللہ)

پیمبر ہیں خدا کے

پیمبر ان سے پہلے بھی ہوئے ہیں

اگر ہو جائے ان کی موت واقع

شہید ہو جائیں وہ راہِ خدا میں

تو کیا پھر جاؤ گے تم راہِ حق سے

جو پھر جائے گا الٹے پاؤں راہِ دینِ حق سے

نہیں کر پائے گا نقصان وہ ہرگز خدا کا

مگر جو لوگ شاکر ہیں

ثواب و اجر سے بیشک خدا ان کو نوازے گا''

خدا کا وہ فرستادہ نبی امّی لقب تھا

وہ جس کے دم قدم سے حق ہوا روشن

گیا باطل جہاں سے

جلی شمعِ یقین و عزم و توحید

ہوئی شرک و ضلالت ریزہ ریزہ

لباسِ جہل کے بدلے
لباسِ علم پہنا اہلِ دنیا نے
ملی دم توڑتی انسانیت کو زندگانی
مساوات واخوت کی فضا قائم ہوئی پھر سے جہاں میں
لی انگڑائی تمدن نے
ملی تہذیب کو اک ایسی قوت
کہ اس سے انقلابِ نو بہ نو آیا وہ دنیا میں
ہیں جس کو دیکھ کر
مورّخ محوِ حیرت ہر زمانے کے

زمانہ گھوم کر پھر آ گیا ہے
جہالت، شرک کی پُر ہول وادی میں
مگر کچھ عقل کے اندھے اسے تہذیبِ نو کا نام دیتے ہیں
بتاتے ہیں تمدن کی ترقی یافتہ صورت اسے
ہنر فہم و فراست کا اسے اپنی سمجھتے ہیں
جھکاتے ہیں وہ سر اپنا عقیدت سے انھی اصنام کے آگے
تراشا ہے جنہیں جہلِ خرد نے اپنے ہاتھوں سے۔

مفاد، اغراض اور حرص و ہوس کے دستِ آہن نے
پکڑ رکھی ہیں ان کی گردنیں مضبوط اتنی
رہائی ان سے ملنا غیر ممکن ہے
وہ خود اپنے ہی زنداں میں مقید ہیں۔

ہبل کعبہ میں جو بیٹھا ہوا تھا
مزاروں میں وہ اب لیٹا ہوا ہے
وہی اس دورِ حاضر کا خدا ہے
ہر اک حاجت اُسی کے روبرو ہے
عقیدت، انکساری سے اسی کے سامنے دستِ دعا پھیلا ہوا ہے
اس اک مجبور کو مختارِ کل مانا گیا ہے
خوشی کے واسطے اس کی ہزاروں رنگ رلیاں عام ہوتی جارہی ہیں
خرافات وضلالت اور بدعت اب لباسِ نو پہن کر رقص کرتی ہیں
یہ عالم ہے حیا و شرم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

مناتِ ولات وعزّیٰ، نائلہ تھیں دیویاں دورِ جہالت کی
وہی اب بند ہیں الماریوں میں کاغذی نوٹوں کی صورت
انھی کی ہورہی ہے اب پرستش
ہوس کی آگ کے شعلوں میں جل کر راکھ ہوتی جارہی ہے عقلِ انساں
نہیں احساس تک اتنا کہ کیا ہے مقصدِ ہستی
حصولِ عیش کے کیا ہیں تقاضے اس جہاں کے

جہاں کی زندگی فانی نہیں ہے
فقط جینا ہی جینا ہے
ہمیشہ زندہ رہنا ہے

مدرسوں، خانقاہوں میں بشکلِ دین و مذہب
عبادت کر رہے ہیں لوگ انساں کی
خود اپنے ہاتھ سے ڈھالے عقائد کے بتوں کی
کہیں صوفی خدا ہے تو کہیں عالم خدا ہے
خطیبِ وقت کا ہے کوئی پیرو
امامِ عصر کا ہے کوئی بندہ
زباں سے ان کی جو بھی حرف نکلا ہے
اسے الہام کا درجہ ملا ہے
وہ پیغامِ خداوندی
سنایا تھا جسے چودہ صدی پہلے نبیِ آخری نے
وہ طاقوں میں سجا ہے
خفا آیات ہیں اس کی

مگر احساس ہی اب مرچکا ہے۔

کہیں عیاشیاں، بدکاریاں ہیں رقص کرتی شیش محلوں میں
کہیں عیاریاں، مکاریاں ہیں جاں ڈالے علم وتقویٰ کی قبا میں
یتیم وبیکس ومفلس کہیں بے آسرا ہیں، رو رہے ہیں
حقوق انسان کے پامال ہوتے جا رہے ہیں
کسی جا امتیازِ اسود وابیض کا جھگڑا ہے۔

تمدّن ارتقا کی سمت بڑھتا جا رہا ہے جتنی تیزی سے
اسی رفتار سے گمراہیاں بھی عام ہوتی جا رہی ہیں
ضلالت، کفر کے گھنگور بادل چھا رہے ہیں
جہالت، شرک کی چھائی ہوئی ہر سو گھٹا ہے
زمیں کا گوشہ گوشہ پھر
جہنم کا نمونہ بن گیا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ دورِ جہالت ہے
وہی چودہ صدی پہلے کا منظر ہے۔

''حرا کی روشنی'' کی پھر ضرورت ہے زمانے کو

''حرا کی روشنی''

جس نے کیا ظلمت کدہ روشن

وہی جس نے کیے احکام نافذ عرشِ اعظم کے زمیں پر

خدا کی معرفت جس کے توسط سے ہوئی انسان کو حاصل

مٹائی جس نے کفر و شرک و باطل کی حکومت

دیا جس نے پیامِ امن و راحت

مساوات واخوت کا سبق جس نے پڑھایا ساری دنیا کو

کہو عہدِ تمدن کے ثنا خواں سے

اجالا مانگ لے اس روشنی سے

تباہی ورنہ دنیا کی یقینی ہے۔

سلام

بحضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اس حقیقت سے ہے کسے انکار
ضامنِ خلد ہے درود و سلام

روضۂ قدس سے نسیمِ سحر
اتفاقاً اگر ہو تیرا گزر
رُک کے کہنا کہ ساحلِ غمگیں
کہہ رہا تھا سلام رو رو کر

اے رسولِ خدا سلام علیک
شارحِ کبریا سلام علیک
دین کے رہنما سلام علیک
ماہِ عرشِ عُلا سلام علیک
ابتدا، انتہا سلام علیک
سوچ سے ماورا سلام علیک
قابَ قوسین تک تو ہی پہنچا
میہمانِ خدا سلام علیک
کون تیرے سوا امین ہوا
مہرِ صدق و صفا سلام علیک
ذات تیری ہے عہدِ نو کی اساس
منبعِ ارتقا سلام علیک

تو نے احساں کی انتہا کر دی

بحرِ جود و سخا سلام علیک

تو ہی تکمیلِ دیں کا باعث ہے

خاتمِ الانبیا سلام علیک

رونقِ بزم ہے ترے دم سے

شمعِ حق کی ضیا سلام علیک

ہر ستم ہنس کے کرلیا برداشت

صبر کی انتہا سلام علیک

ساحلِ نامراد کہتا ہے

اے شفیعُ الوریٰ سلام علیک

سارے نبیوں کے سرور پہ لاکھوں سلام
دینِ حق کے پیمبر پہ لاکھوں سلام

جس کے در پہ تصدق ہے ماہِ مبیں
اس حسیں، سیمیں پیکر پہ لاکھوں سلام

اس کے ہاتھوں کتابِ ہدایت ملی
مہبطِ وحیِ داور پہ لاکھوں سلام

مقصدِ زیست دنیا کو سمجھا گیا
علمِ نافع کے جوہر پہ لاکھوں سلام

اس نے ہی بیکسوں کو سہارا دیا
جود واحساں کے محور پہ لاکھوں سلام

سر کیا مورچہ جس نے اخلاق سے
اس شجاع و دلاور پہ لاکھوں سلام

اس کا ہی جامِ شیریں ہے وجہِ سکوں
ساقیِ حوضِ کوثر پہ لاکھوں سلام

عاصیوں کی شفاعت کا حق ہے اُسے
شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام

بس خدا سے ہی ساحل، وہ واصل رہا
بحرِ حق کے شناور پہ لاکھوں سلام

السّلام اے پیشوائے آخریں
السّلام اے تاجِ فرقِ مرسلیں

ذات تیری ہے یقیناً دل نشیں
السّلام اے بزم میں سب سے حسیں

ہے ترا احسان ہر مخلوق پر
السّلام اے خسروِ دنیا و دیں

دامنِ امّید سب کا بھر دیا
السّلام اے رحمتہُ اللعالمیں

ہوگیا حاصل انھیں قُربِ خدا
السّلام اے رہنمائے سالکیں

تیری تعلیمات ہیں وجہِ نجات
السّلام اے مرکزِ علم الیقیں

ہم کو ہے تیری شفاعت پر یقیں
السّلام اے شافعِ کُل مذنبیں
رازِ حق تیرے عمل سے ہے عیاں
السّلام اے شارحِ وحیِ مبیں
تجھ پہ تکمیلِ شریعت ہوگئی
السّلام اے واعظِ دینِ متیں
''گر قبول افتدز ہے عزّ و شرف''
السّلام اے عرشِ اعلا کے مکیں
لب پہ ساحلؔ کے یہی ہے بار بار
السّلام اے راحتِ قلبِ حزیں

گذارش

بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اے حاملِ دین و شریعت
سلام اے شارحِ معیارِ وحدت
سلام اے مرکزِ فیض و محبت
سلام اے چشمۂ جود و سخاوت
تری ذاتِ مقدس رازِ کن ہے
توہی رمزِ دلِ لوح و قلم ہے
کہ تو ہے مشعلِ دینِ حنیفی

تری تعلیمِ محکم کی بدولت
چھٹیں کفر و ضلالت کی گھٹائیں
ہوا روشن چراغِ عزم و توحید
فضاؤں میں لگا لہرانے ہر سُو

مساوات و یقیں کا پرچمِ نو
ملی تہذیب و فن کو زندگانی
جلا روحِ بشر نے پھر سے پائی
صنم باطل کے منہ کے بل گرے سب

مگر اے محورِ عرشِ معلا
اُسی شرک و ضلالت، کفر و شر میں
دوبارہ عصرِ حاضر گھر چکا ہے
جدھر دیکھو تباہی ناچتی ہے
فضاؤں میں بلائیں گھومتی ہیں
گھرے ہیں چارسو باطل کے بادل
مسلط ہیں ہلاکت کے عناصر

بشکلِ نو اس عہدِ پُر فتن میں
مٹائے جا رہے ہیں نقشِ توحید
کوئی نازاں ہے نسلی برتری پر

کوئی دولت کے آگے سرنگوں ہے
کوئی نفسانی خواہش کا ہے بندا
کوئی حرص و ہوس میں مبتلا ہے
خرد مندانِ عالم کے سروں پر
خدائی کا نشہ چھایا ہوا ہے

پہن کر جامۂ تقدیس و حرمت
حرم والے بنامِ دین و سنت
متاعِ زہد و تقویٰ، فن کی عظمت
خودی کا نُور، ایماں کی حرارت
ردائے علم و عرفاں بیچتے ہیں
شرافت کے نگینے بیچتے ہیں
محبت کی قبائیں بیچتے ہیں

تڑپتی ہیں یقیں کو سجدہ گاہیں
ہوئیں باغی عمل سے خانقاہیں

امینِ شر بنی ہیں درس گاہیں
نہ سجدوں میں ہے ایمانی حرارت
نہ ضربِ ذکر میں سوزِ دروں ہے
نہ طرزِ درس میں کوئی کشش ہے

اے ختم المرسلیں مجھ پر کرم ہو
یہ ہے عزمِ مصمم دل میں میرے
کروں فکر و تخیل کی مدد سے
جہاد ان شر پسندوں سے ہمیشہ
عطا مجھ کو ہو گردِ راہ تیری
ملے فکر و نظر کو میری ندرت